لاہور پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا قدس سرہٗ

کا

نظریۂ تعلیم

محمد جلال الدین قادری

رضا دار الاشاعت لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ——— امام احمد رضا کا نظریۂ تعلیم

تصنیف ——— سید جلال الدین قادری

ناشر ——— رضا دار الاشاعت لاہور

مطبع ——— احمد سجاد آرٹ پریس لاہور

قیمت ———

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

رضا دار الاشاعت

۲۵ نشتر روڈ، لاہور، پاکستان، فون ۷۶۵۰۴۴۰

RAZA DAR-UL-ASHAAT
25 Nashtar Road, Lahore Pakistan. Ph: 7650440

Marfat.com

آئینہ

انتساب ۵

بنام جہاندار و جہاں آفریں ۶

پیش لفظ (علامہ ارشد القادری مدظلہ (بھارت) ۷

اہل علم کا احترام و ادب ۱۰

دنیا اور برزخ کا باہمی تعاون ۱۴

حق العبد ۱۵

مسجد کے آداب ۱۶

وضو کرنے کا مسنون طریقہ ۱۹

وضو کی دعائیں ۲۱

فاضل بریلوی کے مخالفین (آج کے اعراس) ۲۳

بوسہ مزار ۲۴

سود خوار کا حشر ۲۶

امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم ۲۸

فضائل علم (آیات بینات سے) ۳۰

فضائل علم (احادیث سے) ۳۲

فضائل علم (کلام اکابر سے) ۳۴

تعلیم کے متعلق اکابر ماہرین تعلیم کے نظریات ۳۶

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ۳۷

ابن خلدون ۴۰

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ	۴۲
ڈاکٹر اقبال	۴۶
الانتباہ	۵۴
امام احمد رضا قدس سرہ بحیثیت ایک عظیم ماہر تعلیم	۵۶
الارشاد نظریہ مرکزیت	۶۳
نظریہ افادیت	۶۷
نظریہ حکمت	۷۹
نظریہ عظمت	۸۶
نظریہ حرمت	۸۸
نظریہ مہابت	۹۳
نظریہ للہیت	۹۴
تعلیم اور جلب منفعت	۹۶
نظریہ روحانیت	۱۰۱
نظریہ شعر و ادب	۱۰۵
نظریہ ابتدائی تعلیم	۱۰۸
نظریہ تعلیم نسواں	۱۱۱
غیر ملکی امداد اور تعلیم	۱۱۷
کتاب اور تعلیم	۱۱۸
ذریعہ تعلیم	۱۲۰
تعلیم اور غیر متعلق امور	۱۲۱
ماخذ و مراجع	۱۲۳
اعلیٰ حضرت کے حضور میں	۱۲۸

Marfat.com

انتساب

گرامی عزت والد ماجد حضرت قبلہ مولانا
خواجدین مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی پُرخلوص دعاؤں کیساتھ
قدوۃ العلماء الراسخین حضرت شیخ الحدیث ابوالفضل
محمد سردار احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محدّثِ اعظم پاکستان

کی بارگاہ میں اس کتاب کو پیش کرتا ہوں۔

ع گر قبول افتد زہے عز و شرف

ے بادشاہا شکرِ سلطانیٔ خویش
یک نگاہے بر گدائے سینہ ریش

محمد جلال الدین قادری عفی عنہ

---

[1] افسوس کہ حضرت مولانا ممدوح کا ۱۰ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ہجری ۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو انتقال ہوگیا۔ ادارہ آپ کے لئے ایصال ثواب کا متدعی ہے (ادارہ)

Marfat.com

بنام جہاندار و جاں آفرین

حمد و ثناء اس خالق و مالک کی، جس نے اپنے محبوب کریم، رسول اعظم، مسند نشین عرش بریں، رحمتہ للعلمین جناب احمد مجتبے محمد مصطفےٰ ﷺ کے توسل، اور اپنی بے پایاں نوازشوں سے بہرہ مند فرمایا، پھر اہل علم و قلم کی سرپرستی، نیز صاحبان دولت و ثروت کے دل اس کی طرف مائل فرمائے اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ قارئین کرام کا باشعور بین الاقوامی حلقہ مرحمت فرمایا، جو رضا اکیڈمی کی نشریات سے مسلسل مستفیض ہو رہا ہے

براعظم، ایشیاء، یورپ، افریقہ، سے بھی ادارہ کے ساتھ الفت و محبت رکھنے والوں کے خطوط ہمارے مشن کی تعمیر و ترقی میں ممد و معاون ہیں، جن اہل علم و قلم کی نگارشات اور گرانقدر تجاویز و آراء نے ادارہ کو عروج و بلندی کی طرف مائل بہ پرواز کیا، ان میں ماہر رضویات مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی مجددی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، محقق عصر، صاحب تحقیقات انیقہ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، خطیب دلپذیر، ادیب شہیر مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری دامت برکاتہم، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جو اپنی علمی و قلمی خدمات کے باعث قطعاً" محتاج تعارف نہیں!

ہاں! ادارہ بے لوث، مالی خدمات سرانجام دینے والی ان تمام شخصیات کے لئے بقلب صمیم دعاگو ہے جو نہایت خاموشی کے ساتھ کمر توڑ مہنگائی اور روز بروز بڑھتی ہوئی ڈاک نرخوں کی تباہی کے اس ناہنجار دور میں نشر و اشاعت کے محاذ کو نہ صرف سنبھالہ دیئے ہوئے ہیں بلکہ اس محاذ کو مضبوط تر بنانے کے لئے دل کھول کر حوصلہ افزائی کر رہی ہیں

زیر نظر رسالہ "امام احمد رضا کا نظریہ تعلیم" کئی سال قبل مولانا جلال الدین قادری مدظلہ نے مرتب فرمایا اور شائع ہوا، جسے اب اپنے کرمفرماؤں کی خواہش کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے، پہلے سے بھی عمدہ انداز میں شائع کرنے کی سعی کی جا رہی ہے، چنانچہ بطور تقدیم علامہ ارشد القادری مدظلہ کے پرکشش قلم سے ایک ایمان افروز تحریر شامل کی جا رہی ہے جو امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے نظریہ تعلیم کو مزید اجاگر کرتی ہے

حضرت علامہ مولانا جلال الدین قادری مدظلہ اہل سنت و جماعت کے خاموش مبلغ اور بڑی فعال شخصیت ہیں، وہ جو کچھ بھی لکھتے ہیں، محبت، سوز، درد سے لکھتے ہیں، یہ ترتیب بھی اپنے اندر انہی اوصاف کو لئے ہوئے ہے، اسے بغور پڑھئے اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے نظریہ تعلیم کو عام کیجئے جو حقیقتاً" تعلیم اسلام ہی سے عبارت ہے۔

آخر میں التماس ہے آپ رضا اکیڈمی سے اپنے روابط مزید مضبوط بنائیے اور اس کی ہر طرح معاونت فرمائیے اللہ تعالیٰ جل و علی ہمارا حامی و ناصر ہو آمین! بجاہ طہٰ و یٰس صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم، اجمعین۔

طالب دعا

حاجی مقبول احمد قادری ضیائی
ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ایک ادنیٰ مسلمان بھی اس بات کو جانتا ہے کہ ہمارے اوپر تین طرح کے حقوق ہیں :۔

نمبر1 بندہ ہونے کی حیثیت سے خدا کا حق

نمبر2 امتی ہونے کی حیثیت سے رسول کا حق

نمبر3 انسان ہونے کی حیثیت سے انسان کا حق

اس لحاظ سے رسول کا حق بھی اللہ ہی کا حق ہے' کہ وہ اللہ ہی کی طرف سے بندوں پر عائد کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو لوگ رسول کے حق کا قولاً" عملاً" اعتقاداً" کسی درجہ میں بھی انکار کرتے ہیں وہ صرف رسول ہی کے منکر نہیں ہیں بلکہ خدا کے بھی منکر ہیں۔

قرآن کریم نے عہد رسالت میں پیدا ہونے والے ایک طبقہ کی بار بار نشان دہی کی ہے جو ایک خدا کی الوہیت کا بھی اقرار کرتا تھا' توحید و رسالت کی برملا شہادت بھی دیتا تھا اور نماز باجماعت کا بھی پابند تھا۔ لیکن ان ساری باتوں کے باوجود حبیب کبریا رسول مجتبیٰ ﷺ کی طرف سے دل کے نفاق و عناد میں مبتلاء ہونے کے باعث وہ ہمیشہ کے لئے خدا کے قہر و غضب کا نشانہ بن گیا۔ نہ اس کا کلمہ اس کے کام آیا۔ اور نہ اس کی نماز خدا کے عذاب سے اسے بچاسکی۔

قرآن کریم میں اس مضمون کی سینکڑوں آیتیں ہیں جو واضح طور پر اس

Marfat.com

عقیدے کی توثیق کرتی ہیں۔ کہ خدا اور بندے کے درمیان رسول ہی کی ذات مرکز تعلقات اور رضائے الٰہی کا معیار ہے۔

منصب رسالت کے خلاف منافقین مدینہ کی اٹھائی ہوئی تحریک جس کی قرآن نے بار نشاندہی کی ہے۔ وہ چودھویں صدی میں پھر منظم ہوگئی اور غضب یہ ہوا کہ اس فتنہ کے علمبرداروں نے اسے ایک دینی تحریک کی شکل دے دی اور اتنی خوب صورتی کے ساتھ عظمت پیغمبرانہ کے خلاف انھوں نے اپنا مشن چلایا کہ کہ لوگ عرصۂ دراز تک یہی سمجھتے رہے کہ یہ نبی کی تنقیص نہیں بلکہ عقیدہ توحید کے تحفظ کا مشن ہے لیکن خدائے قدیر امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تربت پر رحمتوں کے پھول برسائے کہ اس عاشق پاکباز نے اس تحریک کے خلاف قلم اٹھا کر امت کو کفرو نفاق کے ایک بہت بڑے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچالیا۔ اور ہزاروں اوراق پر پھیلے ہوئے کتاب و سنت' تفسیر و فقہ اور اقوال سلف کے علمی ذخائر کی روشنی میں ثابت کر دکھایا کہ منصب رسالت کا احترام عقیدہ توحید سے متصادم نہیں بلکہ عقیدہ توحید کا عین مقتضاء اور مطلوب ہے۔

آج کے دور الحاد میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علوم و معارف کی تبلیغ و اشاعت دین کی عظیم خدمت ہے' اس میں دو رائے نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت امام

Marfat.com

اہل سنت نے اپنے پیچھے جو لٹریچر چھوڑا ہے وہ اسلام کی روح' دین کی غیرت و حمیت اور ایمان کے چشمے سے پھوٹنے والی قوتوں کا تحفظ کرتا ہے۔

مجھے یہ معلوم کر کے بے پایاں مسرت حاصل ہوئی کہ رضا اکیڈمی لاہور نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے علمی ذخائر اور ان کے دینی کارناموں کی نشرو اشاعت کے لئے "آپ" کے نام سے ایک تبلیغی ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ خدائے قدیر اس کے تمام ارکان کو وقت کی ایک اہم ترین دینی ضرورت کی تکمیل کے لئے جزائے خیر عطا کرے۔ اور پردہ غیب سے ان کی کامیابی کے وسائل فراہم کرے۔

تعلیمات امام احمد رضا کے نام سے رضا اکیڈمی کی اس پیشکش کو خدائے قدیر قبول فرمائے اور اسے اہل اسلام کے لئے دینی منفعت کا ذریعہ بنائے۔

آمین

ارشد القادری

مہتمم مدرسہ فیض العلوم - جمشید پور

(بہار)

6 مارچ 1982ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل علم کا احترام و ادب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما جو حضور پور نور جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں وہ مشہور صحابی رسول حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ وہ اپنے عہد طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے استاد کے ادب و احترام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں درس کے لئے حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب میں انہیں باہر سے آواز نہ دیتا بلکہ ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ جاتا۔

ہوا خاک اڑا کر میرے اوپر ڈالتی۔ جب حضرت زید کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے اور مجھے اس حال میں دیکھتے تو ارشاد فرماتے کہ اے ابن عم رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی۔ تو میں عرض کرتا کہ یہ خلاف ادب تھا کہ میں آپ کو اپنے آنے کی اطلاع کرتا۔ قرآن حکیم نے مسلمانوں کو بارگاہ مصطفے صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کا یہی ادب سکھلایا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے

ان الذین ینادو نک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون ولوانھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیر الھم واللہ غفور رحیم

ترجمہ:۔

Marfat.com

یا نبی! جو لوگ حجرے سے باہر کھڑے ہو کر آپ کو آواز دے رہے ہیں ان میں سے اکثر لوگ نا سمجھ ہیں اگر وہ لوگ صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ خود باہر تشریف لاتے تو یہ ان کے حق میں کہیں بہتر تھا۔ اور چونکہ ان کی یہ لغزش بے خودی شوق میں ہے) اس لئے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ 26 ع 13 سورہ حجرات)

ایک بار یہی حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالے عنہ گھوڑے پر سوار تھے کہ اسی درمیان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے گھوڑے کی رکاب تھام لی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالے عنہ نے ارشاد فرمایا اے ابن عم رسول اللہ ﷺ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ جواب دیا ہمیں اسی طرح اہل علم کے ادب کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ حضرت زید رضی اللہ تعالے عنہ گھوڑے سے نیچے اتر پڑے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی حکم دیا گیا کہ ہم اہل بیت اطہار کا اسی طرح ادب کریں۔

سبحان اللہ! وہ علم کا ادب تھا یہ نسبت رسالت کا ادب ہے دونوں ادب سے ایمان کی تصویر مکمل ہو گئی۔

حضرت امام کسائی رضی اللہ تعالے عنہ جو قراءت سبعہ کے ایک جلیل القدر امام ہیں اور حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ ایک دن ان کی بارگاہ میں عالم اسلام کا مشہور بادشاہ ہارون رشید حاضر ہوا اور درخواست پیش کی کہ آپ میرے بچے مامون رشید کو اپنی شاگردی میں قبول فرمالیجئے امام کسائی نے ارشاد فرمایا کہ میں شہزادے کو آپ کے گھر پر پڑھانے نہیں جاؤں گا کہ یہ علم کی

Marfat.com

توہین ہے آپ اسے میرے گھر پر ۔ بھیجدیا کیجئے میں پڑھایا دیا کروں گا۔ ہارون رشید نے کہا کہ آپ کی یہ شرط مجھے منظور ہے' لیکن اتنی رعایت فرمائیے کہ اس کا سبق پہلے ہو فرمایا یہ ترجیح بھی علم کی شان کے خلاف ہے بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا۔ امام کسائی کی اس شرط پر مامون کی پڑھائی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

اتفاقاً" ایک بار ہارون رشید کا گزر ہوا۔ اس نے دیکھا کہ امام کسائی وضو فرما رہے ہیں اور مامون ان کے پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہوکر گھوڑے سے اترا اور مامون رشید کے کوڑے مارتے ہوئے کہا او بے ادب! خدا نے تجھے دو ہاتھ کس لئے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے اپنے استاد کے پاؤں دھو۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ ہارون رشید جیسے قاہر جبار بادشاہ کے دل میں علم کی کیا قدر و منزلت تھی؟

اسی ہارون رشید نے ایک دن اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم دین اور خدا رسیدہ بزرگ حضرت ابو معاویہ خزیر کی دعوت کی۔ وہ آنکھوں سے معذور تھے۔ جب آفتابہ اور سلپچی ہاتھ دھونے کے لئے لائی گئی تو سلپچی اور آفتابہ اپنے خدمتگار اور آفتاب لے کر خود ان کا ہاتھ دھلانے لگا۔ ہاتھ دھلاتے ہوئے اس نے دریافت کیا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آپ کا ہاتھ کون دھلا رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابو معاویہ نے ارشاد فرمایا جیسی آپ نے علم کی عزت کی ایسی اللہ آپ کی عزت بڑھائے۔ ہارون رشید نے کہا بس اسی دعاء کے لئے میں نے یہ خدمت انجام دی تھی۔

ہارون رشید کا دستور تھا کہ جب اس کے دربار میں کوئی عالم دین تشریف

Marfat.com

لاتے تو وہ ان کی تعظیم کے لئے سرد قد کھڑا ہو جاتا۔ ایک دن درباریوں نے کہا یا امیرالمومنین آپ کے اس طرز عمل سے سلطنت کا رعب زائل ہوتا ہے۔ ہارون رشید نے جواب دیا "علمائے اسلام کی تعظیم سے اگر رعب سلطنت جاتا ہے تو وہ جانے ہی کے قابل ہے" میں رعب سلطنت کے لئے علم دین کی عزت و شوکت کو مجروح نہیں ہونے دوں گا۔

ہارون رشید کی یہی وہ ادا تھی جس نے ساری دنیا میں اس کی صولت و جلالت کا ڈنکا بجا دیا تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے سلاطین اس کے دبدبے سے لرزہ براندام رہتے تھے۔

Marfat.com

دنیا اور برزخ کا باہمی تعاون

ایک بزرگ کا انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادے روزانہ قبر پر حاضر ہوتے اور قرآن عظیم کی تلاوت کیا کرتے۔ کچھ مدت گزر جانے کے بعد وہ جوش و محبت جاتا رہا۔ اور ایک دن ناغہ ہوگیا۔ شب کو وہ بزرگ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا ایسا نہ کرو۔ روزانہ میری قبر پر آیا کرو۔ اور تھوڑی دیر تک میرے مواجہ میں کھڑے رہا کرو۔ یہاں تک کہ میں تمہیں جی بھر کر دیکھ لوں۔ پھر میرے لئے دعائے رحمت کرو اور چلے جاؤ۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی خون کے رشتے کا احساس باقی رہتا ہے۔ اور مردے کو یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ کون آیا کون نہیں آیا۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ مواجہ میں کھڑے ہونے والے پر قبر کی مٹی حائل نہیں ہوتی۔

ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ بیٹا! تو نے مجھے ایسا خراب کفن دیا کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے۔ پرسوں فلاں شخص آنے والا ہے اس کے کفن میں میرے لئے اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا۔

صبح صاحب زادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے، کسی طرح کی بیماری لاحق نہیں ہے۔ تیسرے روز اچانک خبر ملی کہ اس کا انتقال ہوگیا لڑکے نے نہایت عمدہ کفن سلوا کر اس کے کفن میں رکھ دیا۔ اور کہا یہ میری ماں کو پہنچا دینا۔

رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا! خدا تمہیں

Marfat.com

جزائے خیر دے، تم نے بہت اچھا کفن بھیجا۔ اس واقعہ سے دنیا اور برزخ کے باہمی تعلق پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ اور یہ حقیقت بھی آشکارا ہو جاتی ہے کہ تحقیر سے مردہ اپنے ساتھیوں میں خفت محسوس کرتا ہے اور توقیر سے خوشی ہوتی ہے۔

اھیان ابن صیفی رضی اللہ تعالے عنہ ایک صحابی رسول ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور انہیں کفن پہنایا گیا تو غلطی سے ان کے کفن میں ایک تہہ بند زائد چلا گیا۔ شب کو اپنے صاحب زادے کے خواب میں تشریف لائے۔ اور فرمایا یہ تہہ بند لو اور الگنی پر ڈالدیا۔ صبح ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تہہ بند الگنی پر رکھا ہوا ہے۔

اس واقعہ سے بھی عالم دنیا اور عالم برزخ کے باہمی تعلق پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ ان سارے واقعات کے پس منظر میں یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ عالم آخرت کا عقیدہ جو دینی زندگی کی بنیاد ہے، وہ واہمہ کا تصرف نہیں بلکہ مشاہدہ میں آتے رہتے ہیں۔

حق العبد

قیامت کے دن اللہ چاہے گا تو اپنا حق معاف کردے گا لیکن بندے کا حق نہیں معاف کرے گا کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ بندے کا حق نہیں معاف کرے گا تاوقتیکہ بندہ خود ہی اپنا حق نہ معاف کردے اس لئے شریعت میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ بندے کا کوئی حق اپنے اوپر باقی نہیں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ قیامت کے

Marfat.com

دن حق العبد کی معافی کی صورت صرف یہی ہوگی کہ حقدار کو اپنی نیکیاں دی کر راضی کیا جائے گا۔ اور اس پر بھی اگر وہ راضی نہ ہوا تو اس کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لادنا ہوگا۔ اتنا سب کچھ ہوجانے کے بعد بھی ضروری نہیں ہے کہ چھٹکارا مل ہی جائے کیونکہ نجات کے لئے اس کی رضامندی بہرحال ضروری ہوگی۔

اسی سلسلے میں اعلیٰ حضرت نے یہ حدیث بیان فرمائی

"قیامت کے دن ایک شخص کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا وہ جانا چاہے گا کہ اتنے میں اس کا حق دار کھڑا ہوجائے گا۔ اور عرض کریگا "اے میرے رب! میرے اس بھائی سے میرا حق دلا دے۔ حکم ہوگا کہ اپنی نیکیاں اسے دے کر اس کا حق ادا کر۔ اس کی ساری نیکیاں ختم ہوجائیں گی لیکن اس کا حق باقی رہے گا۔ حق کے بدلے میں نیکیوں کا تناسب بیان کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین پیسے کے معاوضہ میں سات سو باجماعت نمازیں دلائی جائیں گی۔

اس کی نیکیاں ختم ہوجانے کے بعد حقدار پھر کھڑا ہوگا اور استغاثہ پیش کرے گا کہ اس سے میرا حق دلایا جائے۔ حکم ہوا کہ حقدار کے گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد کر اس کا حق ادا کر۔ حقدار کے تمام گناہ ختم ہوجائیں گے پھر بھی اس کا حق باقی رہے گا۔

پھر وہ کھڑا ہوگا اور عرض کرے گا اے میرے رب! میرا حق اس سے دلوا۔ ارشاد ہوگا اس کی تمام نیکیاں تجھے مل گئیں تیرے تمام گناہ اس پر ڈال دئے گئے۔ اب اس کے پاس کیا ہے جو تو لے گا' عرض کرے گا اے میرے رب! میرا حق ابھی باقی ہے وہ اس سے دلوا۔

تب فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جنت سے ایک مکان خوب آراستہ کر کے عرصہ محشر میں لایا جائے۔ سب لوگ نہایت اشتیاق سے اسے دیکھنے لگیں گے۔

Marfat.com

رب العزت جل جلالہ ارشاد فرمائے گا میں اس مکان کو بیچتا ہوں۔ کوئی ہے جو اسے خریدے۔ حقدار عرض کرے گا' بھلا اس کی قیمت کس کے پاس ہوگی جو خرید سکے گا۔

حق تعالے فرمائے گا اس کی قیمت تیرے پاس موجود ہے عرض کرے گا اے میرے رب وہ کیا چیز ہے؟

ارشاد ہوگا اپنے بھائی کا حق معاف کردے اور اسی کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں چلا جا وہ خوشی سے جھومتے ہوئے اپنے بھائی کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسجد کے آداب

1۔ جب مسجد میں قدم رکھو تو پہلے سیدھا' پھر الٹا' اور جب باہر نکلو تو پہلے الٹا پاؤں نکالو پھر سیدھا پاؤں۔

2۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلو کہ اعتکاف کی نیت سے عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور اس کے سبب مسجد میں کھانا پینا جائز ہوجائے گا۔ ورنہ بے غیر اعتکاف کی حالت کے مسجد میں کھانا پینا منع ہے۔ اس اعتکاف کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ کسی معین وقت تک بیٹھنا لازم۔ مسجد سے باہر نکلتے ہی اعتکاف ختم ہوجائے گا۔ پھر دوبارہ اعتکاف کے لئے از سر نو نیت کرنی ہوگی اعتکاف کی نیت یہ ہے۔

بسم اللہ دخلت و علیہ توکلت و نویت سنتہ الاعتکاف۔

3۔ وضو کرنے کے بعد اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ مسجد کے فرش پر اعضائے وضو

Marfat.com

سے پانی کا کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔

4۔ مسجد میں دوڑنا یا زور سے قدم رکھنا جس سے دھمک پیدا ہو منع ہے۔

5۔ مسجد میں اگر چھینک آئے تو کوشش کرو کہ آہستہ آواز نکلے۔ اسی طرح کھانسی ڈکار اور جماہی میں آواز نکالنا تو کہیں نہیں چاہئے مسجد ہو یا غیر مسجد کہ یہ شیطان کا قہقہ ہے۔ جب جماہی آئے تو حتی الامکان منہ بند رکھو کہ منہ کھولنے سے شیطان منہ میں تھوک دیتا ہے۔ جماہی یوں نہ رکے تو اوپر کے دانتوں سے نیچے کا ہونٹ دبالو۔ اور یوں بھی نہ رکے تو حتی الامکان کم کھولو اور الٹا ہاتھ الٹی طرف سے منہ پر رکھ لو۔ یوں ہی نماز میں بھی۔ لیکن نماز کے اندر بحالت قیام سیدھا ہاتھ الٹی طرف سے رکھو۔

جمائی روکنے کا ایک مجرب طریقہ یہ بھی ہے کہ جب جمائی آنے کو ہو تو فوراً تصور کرو کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو جمائی نہیں آتی کیونکہ یہ جمائی بھی شیطان کی طرف سے ہے۔

چھینک:۔ چھینک اچھی چیز ہے۔ اسے بدشگونی جاننا مشرکین ہند کا ناپاک عقیدہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ دعا کے وقت چھینک آنا مقبولیت کی نشانی ہے لہٰذا چھینک پر حمد الٰہی بجالانا مسنون ہے۔

بہت سے لوگ چھینکنے کے بعد صرف الحمد للہ کہتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ پورا کلمہ الحمد للہ رب العلمین کہنا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص چھینکنے کے بعد صرف الحمد للہ ــــــ ہے فرشتہ رب العلمین کہہ کر اس کلمے کو پورا کر دیتا ہے۔ اور جو شخص الحمد للہ رب العلمین ــــــ ہے تو فرشتہ جواب میں یرحمک اللہ ــــــ ہے۔ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے تو کتنی بڑی نعمت ہے کہ معصوم فرشتہ کی زبان سے چھینکنے والے کے لئے دعائے رحمت نکلتی ہے۔ یہ معاملہ

Marfat.com

فرشتوں کا ہے۔ لیکن آدمی کے لئے حکم یہ ہے کہ جب کوئی چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے تو سننے والا جواب میں یرحمک اللہ کہے پھر مستحب یہ ہے کہ چھینکنے والا اس کے جواب میں یغفر اللہ لنا و لکم کہے

وضو کرنے کا مسنون طریقہ

وضو کرنے جب بیٹھو تو پہلے بسم اللہ العظیم و الحمد للہ علی دین الاسلام پڑھو۔ کیونکہ جو وضو بسم اللہ سے شروع کیا جاتا ہے وہ تمام بدن کو پاک کردیتا ہے ورنہ جتنے حصے پر پانی گزرے گا بدن کا اتنا ہی حصہ پاک ہو گا۔

پھر دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین تین بار دھوؤ اور اس کا خیال رکھو کہ انگلیوں کی گھاٹیاں پانی بہنے سے نہ رہ جائیں۔ پھر تین بار اس طرح سے کلی کرو کہ منہ کے تمام حصوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی پہنچ جائے کہ وضو میں اس طرح کلی کرنا سنت موکدہ اور غسل میں فرض ہے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ انہوں نے جلدی جلدی تین بار پچ پچ کرلیا ناک کی نوک پر تین مرتبہ پانی لگا دیا۔ ایسا کرنے سے وضو میں سنت ادا نہیں ہوتی۔ ایسا ایک آدھ بار کرنے سے تارک سنت اور اس کی عادت ڈالنے سے گناہ گار و فاسق ہوجائے گا۔ اور غسل فرض تو بالکل نہیں اترتا کہ اس میں ناک کے نرم بانسے تک پانی چڑھانا فرض ہے۔ اور وضو میں سنت موکدہ ہے ——— داڑھی اگر ہے تو خوب تر کرلو ایک بال کی جڑ بھی خشک رہی اور پانی اس پر نہیں بہا تو وضو نہ ہوگا۔ اور تین بار اس طرح منہ دھوؤ کہ لمبائی میں پیشانی کے بالوں کی جڑ سے تھوڑی کے نیچے تک اور چوڑائی میں کان کی ایک لو سے دوسری لو تک منہ کے ایک ایک بال اور ایک ایک حصہ پر

Marfat.com

پانی بہ جائے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ہاتھ میں پانی لے کر منہ پر چپڑ لیتے ہیں ایسا کرنے سے وضو نہ ہو گا۔

پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک اس طرح دھوؤ کہ پانی کی دھار کہنی تک ہر بار پڑتی چلی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ پہونچے سے تین بار پانی چھوڑ دیا۔ اور وہ کہنی تک بہتا چلا گیا ایسا کرنے سے کہنی اور کلائی کی کروٹوں پر پانی نہ بہنے کا احتمال ہے۔ غرض اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ ایک رو نگٹا بھی خشک نہ رہے۔ کیونکہ اگر پانی کسی بال کی جڑ کو تر کرتا ہوا بہہ گیا اور بالائی حصہ خشک رہ گیا تو وضو نہ ہو گا۔

پھر سر کے بال کا مسح کرو یعنی تازہ پانی سے دونوں ہاتھ تر کر کے سر پر پھیرو۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے۔ اور پورے سر کا سنت۔ مسح کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کا انگوٹھا اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھ کی تین تین انگلیوں اور انہی کے مقابل ہتھیلی کے حصوں کو پیشانی کی جانب سے گدھی تک کھینچتا ہوا لے جائے پھر ہتھیلیوں کا باقی حصہ گدی سے پیشانی تک مس کرتا ہوا لاؤ۔ پھر کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کانوں کے پیٹ کا مسح کرو اور انگوٹھوں کے پیٹ سے کانوں کی پشت کا اور ہاتھ کے پشت سے گردن کے پچھلے حصے کا مسح کرو گلے پر ہاتھ نہ پھیرو کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔

پھر دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر تک اس طرح دُھوؤ کہ انگلیوں کی جڑوں تلوؤں کی لکیروں اور ناخنوں کے ایک ایک ذرے میں پانی بہ جائے۔

ضابطہ کے طور پر غسل اور وضو میں اس بات کا خیال رکھو کہ ہر عضو کے دھونے کا کام داہنے سے شروع ہو گا

ہر عضو کے دھوتے وقت کی یہ دعائیں یاد کرلو۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص وضو کرتے وقت ان دعاؤں کی پابندی کرے گا قیامت کے دن اس کے لئے

Marfat.com

جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔

وضو کی دعائیں

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھو اللھم اعنی علے تلاوۃ القرآن و ذکرک و شکرک و حسن عبادتک الٰہی میری مدد فرما' تلاوت قرآن' ذکر و شکر اور اپنی اچھی عادت پر۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم ارحسنی رائحۃ الجنۃ ولا ترحنی رائحۃ النار الٰہی مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور جہنم کی بدبو سے محفوظ رکھ۔

منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھو۔اللھم بیض و جھی یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ۔ الٰہی اس دن میرا منہ روشن کرنا جس دن کچھ منہ روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ۔

داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حساباً یسیراً۔ الٰہی قیامت کے دن میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دینا اور مجھ سے آسان حساب لینا۔

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری۔ الٰہی قیامت کے دن میرا نامۂ اعمال نہ میرے الٹے ہاتھ میں دینا اور نہ میری پیٹھ کے پیچھے سے۔

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم اظللنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک۔ الٰہی مجھے اس دن اپنے عرش کے

Marfat.com

نیچے سایہ دینا جس دن تیرے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھو اللھم اجعلنی من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔ الٰہی مجھے ان لوگوں میں شامل کر جو کان لگا کر بات سنتے ہیں اور جو اچھی بات ہوتی ہے۔ اس کی پیروی کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم اعتق رقبتی من النار۔ الٰہی میری گردن دوزخ کی آگ سے آزاد فرما۔

داہنا پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھو اللھم تبت قدمی علی الصراط یوم تزل الاقدام الٰہی مجھے پل صراط پر ثبات قدمی عطا فرمانا جس دن لوگوں کے قدم پھسلنے لگیں۔

بایاں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھو۔ اللھم اجعل ذنبی مغفوراً وسعیی مشکوراً وتجارتی لن تبور۔ الٰہی میرا گناہ معاف کر' اور میری کوشش ٹھکانے لگا اور میری تجارت کو سودمند بنا۔ ہر عضو کے دھونے کے بعد درود شریف کا ورد وضو کو اکسیر بنا دیگا۔ وضو ختم ہونے کے بعد آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ دعو پڑھو۔ اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اللھمہ اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطھرین۔ الٰہی مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں شامل کر۔

Marfat.com

احمد رضا فاضل بریلوی کے مخالفین آپ کو موجود بدعات کہتے ہیں یہ سراسر جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ آپ کی تصانیف اور سوانحیات کی کتابوں سے چند اہم موضوعات پر اقوال و ارشادات نقل کئے جارہے ہیں۔ جن سے یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوجائے گی۔ کہ آپ نے معاشرے میں پھیلے ہوئے منکرات و بدعات کے خلاف قلم کی تلوار اٹھائی اور خرافات کی بیخ کنی فرمائی۔

آج کے اعراس آپ سے کسی نے عرض کہ کہ حضور اعراس میں جو افعال ناجائز ہوتے ہیں ان سے ان حضرات اولیاء اللہ کو تکلیف ہوتی ہے؟ جواباً" فرمایا بلا شبہ (ان حضرات کو تکلیف ہوتی ہے) اور یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے بھی توجہ کم فرمادی' ورنہ جس قدر فیوض ہوتے تھے وہ اب کہاں۔ (الملفوظ ص 61 مطبوعہ بریلی)

عورتیں مزارات پر مزارات پر عرس کے زمانہ میں عورتیں بہت جاتی ہیں جس سے بہت سی برائیاں پھیلتی ہیں اور تماشابینوں کی بہار آجاتی ہے' ان کے بارے میں فرمایا۔

عورتوں کو مزارات اولیاء اور مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ (عورتیں نواخواندہ مہمان ہیں)۔ (احکام شریعت ص 94 مطبوعہ کانپور)

سجدہ مزار سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس کے غیر کے لئے سجدہ عبادت تو یقیناً" اجماعاً" شرک مہیں اور کفر مبین۔ اور سجدہ تحیت (تعظیمی) حرام و گناہ کبیرہ بالیقین پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح بلکہ حرام اور کبیرہ۔ (الزبدۃ الزکیہ ص 5 مطبوعہ ٹھ)

طواف مزار مزار کا طواف بہ نیت تعظیم کیا جائے۔ ناجائز ہے تعظیم یا طواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے۔

Marfat.com

(فتاوی رضویہ جلد چہارم مطبوعہ مبارکپور)

بوسہ مزار بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور احوط (بہت احتیاط کرتے ہوئے) منع ہے خصوصاً" مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو' یہی ادب ہے۔ (احکام شریعت ص 155 مطبوعہ کانپور)

(اگر آستانہ) پست خصوصاً" زمین دوز ہو تو اگر ولی زندہ یا مزار سامنے ہے اس کے مجرے (سلام) کی نیت سے جھک کر بوسہ دینا تو ناجائز ہے۔

(ابر المقال ص 72' مطبوعہ مبارکپور)

مزارات پر اگربتی عود و لوبان وغیرہ (مثلاً" اگربتی) کوئی چیز نفس قبر پر (خاص قبر پر) رکھ کر جلانے سے احتراز (بچنا) کرنا چاہئے۔ اور قریب قبر سلگانا اگر نہ کوئی تالی (تلاوت قرآن کرنے والا) ذاکر یا زائر حاضر ہو' بلکہ یوں کہ صرف قبر کے لئے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف (فضول خرچ) و اضاعت مال (مال کو ضائع کرنا) ہے۔

(فتاوی افریقہ نمبر 69 ص 70)

مزارات پر چراغ خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً" ممنوع ہے اور اولیاء کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے لئے بیٹھا ہے نہ وہ سر راہ واقع ہے نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً" فائدے سے خالی ہو اسراف (فضول خرچی) ہوا۔ (عرفان شریعت)

فاتحہ کی چیز سامنے رکھنا کسی نے فاتحہ کی چیز کو سامنے رکھ کر ہی فاتحہ

Marfat.com

کرنے کو ضروریات دین میں سے سمجھا کہ اس کے بغیر فاتحہ درست نہیں۔ یہ شریعت مطرہ پر افترا ہے۔ ایسے شخص کے لئے توبہ لازم ہے۔ اس لئے کہ سامنے ہو یا سامنے موجود نہ ہو' ہر حال میں فاتحہ درست اور جائز ہے۔

(المیزان' بمبئ امام احمد رضا نمبر ص 230)

مردہ کا کھانا موت کے بعد ضیافت مردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے۔ عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں۔ یہ منع ہے' غنی نہ کھائے' (احکام شریعت ص 5 مطبوعہ کانپور)

انصاری برادری آپ کی نظر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے انصاری برادری .کے مومن کہنے کے بارے میں سوال کیا گیا اور یہ کہ جو لوگ ان کو طعنہ کے طور پر مومن کہیں ان کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے اس کا جو جواب دیا ہے وہ ملاحظہ کے قابل ہے۔ پورا سوال مع جواب کے ہدیہ ناظرین ہے۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مومن کہنا تخصیص رکھتا ہے قوم نور باف سے عام امت محمدی ﷺ سے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص براہ طعنہ قوم مذکور کے نسبت مومن کہے تو اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب !

الحمد للہ ہر مسلمان مومن ہے اور بعض بلا دہند کے عرف میں اس قوم کو مومن کہنا شاید اس بنا پر ہو کہ یہ لوگ اکثر سلیم القلب' (سلامت دل) حلیم الطبع (برداشت مزاج) ہوتے ہیں۔ جن سے اور مسلمانوں کو آزار دکھ) کم پہنچتا ہے۔

اور حدیث میں فرمایا کہ مومن وہ ہے جس کے ہمسائے اس کی ایذاؤں سے امان میں ہوں۔ المومن من امن جارہ لوائقہ (مومن وہ ہے جس کے پڑوسی اس کے ایذاؤں سے محفوظ ہوں)

Marfat.com

پھر یہ لفظ بطور طعن انھیں کہنا دوسری شناعت (برائی) ہے ایک تو مسلمان کو اس کی نسبت یا پیشہ کے سبب حقیر جاننا۔ دوسرے ایسے عظیم جلیل لفظ کو محل طعن میں استعمال کرنا۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ اللہ سے ڈرے اور اپنی زبان کی نگہداشت کرے اللھم اھدنی والمسلمین انک انت ارحم الراحمین (آمین)

(فتاوی رضویہ جلد 5 ص 792 سنی دارالاشاعت مبارکپور)

آخری بدھ کی حقیقت آخری چہار شنبہ (آخری بدھ) کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم ﷺ کا کوئی ثبوت، بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے۔ اخوار بعاء من الشھر یوم نحس سمو اور مروی ہو ابتدائے ابتلائے سیدنا ایوب علی نبینا و علیہ الصلوۃ و التلی اسی دن تھی۔

اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے۔ بہرحال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ (احکام شریعت ص 42 ج 2)

سود خوار کا حشر

قیامت کے دن سود خواروں کے پیٹ اتنے بڑے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان۔ وہ شیشے کی طرح چمکیں گے۔ اوز لوگوں کو پیٹ کے اندر سانپ اور بچھو نظر آئیں گے۔ خدا ہمیں اس عذاب سے محفوظ رکھے۔

صحیح حدیث میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکلہ و کاتبہ و شاھدہ۔ رسول پاک ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے پر، سود لینے والے پر اس کا کاغذ لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والے پر اور فرمایا یہ سب لوگ گناہ میں برابر ہیں سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

دوسری صحیح حدیث میں سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا الربوا ثلاثة و سبعون حوبا ایسرھن ان یقع الرجل علی امہ۔ سود 73 گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا گناہ یہ کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ سود لینے سے پیسہ بڑھتا ہے یہ نفس اور شیطان کا بہت بڑا فریب ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ یمحق اللہ الربو و یربی الصدقات اللہ سود کو مٹاتا ہے اور زکوۃ کو بڑھاتا ہے جسے اللہ مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے۔ دنیا میں سود خواروں کا انجام دیکھ لیجئے کہ وہ زندگی کی برکتوں سے کس طرح محروم کردئے گئے ہیں۔

واضح رہے کہ یہ ساری سزائیں اور ٹھوکریں مسلمانوں کیلئے ہیں کہ وہ اپنے ہیں انھیں جگانا اور آخرت کے عذاب سے بچانا مقصود ہے۔ کفار و مشرکین کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لئے انھیں ڈھیل دے دی گئی وہ اپنے کفر کی مستی میں جتنی دور جاسکتے ہیں جائیں۔

اس لئے کفار و مشرکین کی ظاہری خوش حالی دیکھ کر مسلمانوں کو کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اپنی آخرت کو سنوارنے کی کوشش میں دن رات مصروف رہنا چاہئے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

Marfat.com

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز

کا

نظریۂ تعلیم

درحقیقت اس عنوان پر کسی پختہ کار عالم اور تجربہ کار ماہرِ تعلیم کو کام کرنا چاہیئے تھا۔ مگر اس احقر کی معلومات کے مطابق تاحال ایسا نہ ہو سکا چنانچہ اللہ جل وعلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے کام شروع کر دیا۔ ایک ماہ کے عرصہ میں یہ مقالہ موجودہ حالت میں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہو سکا ہوں۔

کسی شخصیت کے نظریۂ تعلیم کو معلوم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس شخصیت کے ماحول کو دیکھا جائے۔ اس کے ملکی و ملی اور سیاسی حالات کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے معاصرین کی روش معلوم ہو اور خود اس شخصیت کا علمی و تحقیقی مزاج معلوم ہو۔ یہ سب عوامل اس کے نظریۂ تعلیم کو واضح کرتے ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ کسی صاحبِ علم سے مخفی نہیں۔ مسلمانوں کے ایک ہزار سالہ دورِ حکومت کا زوال، غیر ملکی کفار کا تسلط اور یلغار، مسلمان نما لیڈروں کا ابن الوقتی کردار، درہم و دینار کے بندوں کا ملتِ اسلامیہ کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لئے دینِ حقہ میں رخنہ اندازیاں، عظمتِ مصطفیٰ کے مقدس و اعلیٰ مقام پر ناپاک حملوں کی تعلیم و تربیت، اولیاء امت سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی تعلیمیں اور

Marfat.com

سازشیں اور خود بھولے بھالے مسلمانوں کی بے علمی و بے حسی ـــــــ وغیرہ وہ تقاضے تھے جن کو پورا کرنے کے لئے امام احمد رضا قدس سرہ نے تعلیم کی نہج مقرر فرمائی۔ انھوں نے حالات کا جائزہ لیا تو ہر طرف بے چینی اور بے حسی نظر آئی۔ مسلمان خدا اور رسول سے دور، اپنے مذہب سے دور اور دنیوی ترقی میں غیروں سے بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ جسم تو غلام بن ہی چکے تھے۔ قلب کو بھی غلام بنانے کے پروگرام طے پا رہے تھے ـــــــ ایسے حالات میں فطرت کا انتخاب نہایت موزوں ہوتا ہے۔

تاریخ نے بارہا دیکھا کہ ایک ہی ہستی نے اللہ و رسول پر بھروسہ کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور بالآخر کشتیٔ ملت کی سمت کو راست کر دیا۔ اس کی مساعی جمیلہ سے ذہنوں میں ایک عظیم انقلاب پیدا ہو گیا۔ گویا ایک جہاں آباد ہو گیا۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے بتایا کہ تعلیم قلب کے یقین اور طمانیت کا معاملہ ہے اور قلب کی طمانیت کے بغیر تعلیم ایک بے ثمر شجر ہے۔ آپ نے تعلیم کا جو نظریہ قوم کو دیا اس میں قوم کی تمام ضرورتوں کا حل ہے۔ دینی اور دنیوی مقاصد اور تقاضے پورے ہوتے ہیں ساتھ ہی ساتھ اس میں قلب و قالب کی طہارت، طمانیت اور ملی بقاء و احیاء کا سامان موجود ہے۔ موجودہ بے راہ رو تعلیم کے مضر اثرات سے بچنے کی تراکیب ہیں۔ آپ کے مقرر کردہ تعلیمی نظریہ کو سامنے رکھ کر اگر طالب علم کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تو تعلیم یافتہ نوجوان صحیح معنوں میں مسلمان ہو گا ـــــــ اور رفتارِ زمانہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے گا۔ امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات اتنے مفید، کامل و مکمل اور جامع ہیں کہ زمانے کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پھر کمال تو یہ ہے کہ رفتارِ وقت نے ان کی افادیت اور جامعیت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

اس موقع پر میں اربابِ بست و کشاد کو دعوت دیتا ہوں اور اساتذہ کرام کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ملتِ اسلامیہ کے نونہالوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے امام احمد رضا قدس سرہ کے تعلیمی نظریات کے مطابق درسگاہوں میں تعلیم کا انتظام کریں۔ ان شاء اللہ العزیز دیکھیں گے کہ چند ہی سالوں میں ایک عظیم اسلامی انقلاب برپا ہو گا۔

محمد جلال الدین قادری عفی عنہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ ۹ جولائی ۱۹۸۳ء

Marfat.com

فضائل علم

آیاتِ بیّنات سے

فضائلِ علم سے متعلق چند قرآنی آیات، جن کو امام احمد رضا قدس سرّہٗ نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط ۵۸: ۱۱

ترجمہ:۔ اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

ایمان کی طرح علم بلندیٔ درجات کا موجب ہے۔

قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ط ۳۹: ۹

ترجمہ:۔ تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی جانتے ہیں۔ جو عقل والے ہیں۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ ۳۵: ۲۸

ترجمہ:۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُھَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ ۲۹: ۴۳

ترجمہ:۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ۔ ۴: ۸۳

Marfat.com

ترجمہ:- اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوشیں کرتے ہیں۔

معاملات میں حکم الٰہی علماء کے اجتہاد پر راجع، حکم الٰہی معلوم کرنے کے لئے انبیاء اور علماء کی طرف رجوع اور علماء کا ذکر انبیاء کے ساتھ شان علم کا اظہار ہے۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ ۲۹ : ۴۹

ترجمہ:- بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ ۹ : ۱۲۲

ترجمہ:- تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں، اس امید پر کہ وہ بچیں۔

فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۶ : ۴۳

ترجمہ:- تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

اہل عالم کو اپنے مسائل میں علماء کی طرف رجوع کا ارشاد فرما کر علم کی عظمت کا اظہار فرمایا۔

Marfat.com

فضائل علم = احادیث سے

فضائل علم کے بارے میں ان احادیث کا ترجمہ، جنہیں امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اسے دین میں سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور اسے اپنی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم، احمد، ابنِ ماجہ، ابونعیم، جامع صغیر)

علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔ آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں۔ سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے ان کے مرنے کے بعد قیامت تک مغفرت طلب کرتی ہیں۔

(ابو داؤد، ترمذی، ابن النجار، جامع صغیر)

انسانوں میں سے بہتر اور ایمان دار وہ عالم ہے کہ اگر لوگ اس کے پاس اپنی حاجت لے جائیں تو وہ ان کو فائدہ دے۔ اور اگر وہ اس سے بے پرواہ ہو جائیں تو وہ اپنے نفس کو بے پروا کرے۔ (بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں دو قسمیں ایسی ہیں، کہ جب وہ درست ہوں تو سب لوگ درست ہوں اور اگر وہ بگڑ جائیں تو سب لوگ بگڑ جائیں۔ ایک امراء (حکام) دوسرے فقہاء (علماء) (ابن عبدالبر، ابونعیم)

جو شخص میری امت کو میری سنت کی چالیس حدیثیں یاد کر کے پہنچا دے تو میں اس کا قیامت کے روز شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (ابن عبدالبر عن ابنِ عمر)

عالم زمین میں اللہ کا امانت دار ہے۔ (ابنِ عبدالبر عن معاذ)

Marfat.com

اس حال میں صبح کر کہ تو عالِم ہو یا متعلّم یا عالم کی باتیں سننے والا یا عالم کا مُحِبّ اور پانچواں نہ ہو ناکہ ہلاک ہو جائے گا۔ (بزاز، طبرانی عن ابی بکرۃ)

علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء نے درھم و دینار ترکہ میں نہیں چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے۔ جس نے علم پایا اس نے بڑا حصہ پایا۔ (ابو داؤد۔ ترمذی)

علم سیکھو اور علم کے لئے سکون اور مہابت حاصل کرو۔ استاد کے سامنے کہ اس نے تمہیں تعلیم دی، تواضع و فروتنی اختیار کرو۔ (طبرانی فی الاوسط۔ ابنِ عدی عن ابی ہریرہ)

تین آدمیوں کے حقوق کو منافق کے سوا کوئی اور کم نہیں جانتا۔ ایک وہ کہ حالتِ اسلام میں جس کے بال سفید ہو گئے ہوں، دوسرا عالم، تیسرا عادل بادشاہ،

(طبرانی عن ابی امامہ)

جس نے اپنے علم کو بڑھالیا۔ مگر دنیا سے بے رغبت نہ ہوا، وہ اللہ سے دور ہوا۔

(دیلمی عن علی)

جو اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے۔ (طبرانی فی الاوسط عن ابنِ عمر)

تم میں سے بہتر وہ ہے۔ جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری، ترمذی، ابنِ ماجہ)

جسے کچھ قرآن یاد نہیں وہ پرانے گھر کی مانند ہے۔ (ترمذی)

جو ہمارے عالم کا حق نہ پہنچائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(احمد، حاکم، طبرانی فی الکبیر عن عبادہ بن صامت)

عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے۔ جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔

(ترمذی عن ابی امامہ)

عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی چودھویں رات میں چاند کو باقی ستاروں پر۔

(ابو نعیم فی الحیلہ)

قیامت کے روز تین آدمی سفارش کریں گے۔ انبیاء، علماء، شہداء (ابنِ ماجہ عن عثمان)

Marfat.com

فضائلِ علم ـــــــ کلامِ اکابر سے

صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام کے کلمات طبیعات جن کا تعلق فضائلِ علم سے ہے اور انہیں امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے۔ اور تو مال کی۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم، مال اور سلطنت میں سے جو چاہیں پسند کریں۔ انھوں نے علم کو اختیار فرمایا تو مال اور سلطنت علم کے ساتھ عطا ہوئے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے: آیت ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة میں دنیا کی بھلائی سے مراد علم اور عبادت ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: علم سیکھو کہ علم کا سیکھنا نیکی ہے۔ اس کی طلب عبادت ہے۔ علم کو دہرانا تسبیح ہے۔ علم میں کوشش کرنا جہاد ہے۔ جاہل کو تعلیم دینا صدقہ ہے۔ علم کے مستحقین پر خرچ کرنا اللہ کا قرب ہے علم تنہائی میں انیس ہے۔ خلوت میں ساتھی ہے۔

حضرت سالم بن ابی الجعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مجھے میرے آقا نے تین سو درھم سے خریدا اور آزاد کر دیا تو میں نے سوچا کہ کون سا فن سیکھوں، آخر علم کو سیکھا ایک برس بھی نہ گزرا تھا کہ خلیفہ وقت میری زیارت کے ارادہ سے آیا۔ میں نے اسے لوٹا دیا اور اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔"

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے قرآن سیکھا اس کی عظمت بڑھ گئی۔ جس نے فقہ میں توجہ کی وہ جلیل القدر ہوا جس نے لغت میں توجہ کی، اس

Marfat.com

کی طبیعت میں رقت آگئی جس نے حساب میں توجہ کی۔ اس کی رائے مضبوط ہوگئی جس نے کتب حدیث میں توجہ کی، اس کے دلائل مضبوط ہو گئے اور جس نے اپنے کو محفوظ نہ رکھا، اس کو علم نفع نہ دے گا۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو شخص عالم نہ ہو اُسے انسانوں میں شمار نہ کرو۔ کیونکہ علم وہ خاصہ ہے، جس سے انسان باقی جانداروں سے ممیز ہوتا ہے۔ انسان علم کے شرف سے ہی انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ انسان اپنی قوت کے باعث انسان نہیں کیونکہ اونٹ اس سے قوی ہے۔ نہ اپنے عظیم جثہ کی بنیاد پر انسان ہے، کیونکہ ہاتھی اس سے بڑا ہے۔ نہ اپنی شجاعت کی بنیاد پر کیونکہ درندے اس سے زیادہ شجاع ہیں۔ نہ زیادہ کھانے کی وجہ سے کہ اونٹ کا پیٹ اس سے بڑا ہے۔ اور نہ اپنی جماعت کی بناء پر کہ ادنیٰ درجے کی چڑیاں اس سے بڑھ کر ہیں۔ ہاں اگر انسان کو باقی جانوروں سے تمیز ہے تو صرف علم کی بدولت۔

Marfat.com

تعلیم سے متعلق

اکابر ماہرینِ تعلیم کے

نظریات

Marfat.com

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

امام غزالی اپنے منفرد خیالات، علم کلام اور فنونِ فلسفہ میں مہارت تامہ کی وجہ سے مخصوص درجات کے مالک ہیں۔ عالمِ اسلام کے علاوہ مغربی دنیا کے مفکرین نے بھی آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور بہت سے معاملات میں آپ سے رہنمائی حاصل کی ہے۔ آپ کی عظمت کے باعث آپ کو حجۃ الاسلام کے لقب یاد کیا جاتا ہے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں صرف چونتیس برس کی عمر میں مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے۔ مدرسہ مذکورہ کی تاریخ میں یہ ایک ہی ہستی ہے جو اتنی چھوٹی عمر میں اتنے بڑے منصب پہ فائز ہوئی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ مگر کون سے علوم کی تعلیم فرض ہے۔ خود فرماتے ہیں۔

"قرآن میں جس علم کو فقہ، علم، روشنی، نور، ہدایت اور راہ یابی سے تعبیر فرمایا ہے۔ وہ علم ہے جس سے خدا شناسی اور یادِ آخرت تازہ ہوتی رہے۔ [1]

دوسرے مقام پہ فرماتے ہیں :۔

"اور جو علم کہ حدیث میں ہر مسلمان پہ فرض مذکور ہوا ہے اس سے مراد علم معاملہ ہے اور جو معاملات کہ عاقل و بالغ شخص کو ان کا حکم ہوتا ہے۔ وہ تین ہیں۔ ایک اعتقاد، ایک کرنا اور ایک نہ کرنا [2] نیز فرماتے ہیں۔

"غرضیکہ سب افعال جو فرض عین ہیں ان کا جاننا بتدریج اسی طرح ہے اور ترکِ فعل کا معلوم کرنا بھی .... اسی طرح واجب ہوگا۔" [3] طویل بحث کے بعد مزید لکھتے ہیں۔

"توجہ علم فرضِ عین ہے۔ اس میں یہی امر حق ہے جو ہم نے لکھا یعنی عمل واجب کی کیفیت

---

[1] مذاق العارفین اردو ترجمہ احیاء علوم الدین ناشران قرآن کمپنی لاہور۔ ص ۷۔

[2] ایضاً ——————— ص ۲۱

[3] ایضاً ——————— ص ۲۱

Marfat.com

کا جاننا فرض عین ہے۔ پس جو شخص واجب کو جان لے گا اور اس کے واجب ہونے کے وقت کو معلوم کرلے گا تو وہ علم کہ اس پر فرض عین تھا اس کو سیکھ لے گا۔“ ۵۴

خلاصہ بحث کے طور پر فرمایا:

”جب یہ بات ظاہر ہوچکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد میں ”طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم“ العلم سے عمل کا علم مراد لیا ہے۔ جس کا واجب ہونا مسلمانوں پر مشہور ہے۔“ ۵۵

ان عبارات کا مفاد یہی ہے کہ علم کی تحصیل ضروری ہے۔ مگر اس علم کی جس سے احکامِ شرع معلوم ہوں۔ مثلاً عبادات، معاملات، اخلاقیات وغیرہ اس کے سوا تمام علوم مطلوب خدا و رسول نہیں۔ وہ مردود ہیں۔ خود امام غزالی علیہ الرحمۃ کی زبانی سنیئے۔

”علم کہ دینوی تقاضوں کو پورا کرنے میں، بحث وجدل کرنے میں یا عوام کو مقفیٰ و مسجع وعظ کہہ کر پھسلانے میں استعمال ہو۔ حرام حرام اور جالِ دنیا ہے۔“ ۵۶

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحصیل علوم میں افادیت کے قائل ہیں۔ عالم اگر بے عمل ہو یا خوفِ خدا و خوفِ آخرت سے عاری ہو یا علم کو فخر کا ذریعہ بنالے۔ آپ کے نزدیک وہ علم اور وہ عالم مردود و مقہور ہے۔ فرماتے ہیں۔

”قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو ہوگا۔ جس کو اللہ پاک نے اس کے علم سے کچھ نفع نہ دیا ہو۔“ (طبرانی، بیہقی) ۵۷

مزید فرماتے ہیں۔

”علم حاصل کرکے خوفِ خدا سے عاری رہنا اور فخر کا ذریعہ بنانا مردود ہے۔“ ۵۸

---

۵۴ ایضاً ——— ص ۲۲

۵۵ ایضاً ——— ص ۲۳

۵۶ ایضاً ——— ص ۷

۵۷ ایضاً ——— ص ۶

۵۸ ایضاً ——— ص ۸

Marfat.com

حدیث میں جس طلب علم کو فرض کہا ہے۔ اس سے مومن کو رقیق القلب، پاکیزہ اور اللہ کی یاد کرنے والا بنانا مراد ہے۔ امام غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

"ثمرہ علم کا دلوں کو آخرت کی طرف میلان اور روحوں کا تزکیہ و ترقی ہے۔" ۹؎

امام غزالی کے نزدیک علم وہ نیکی ہے۔ جس کے فیض سے عالم، عالم ناسوت، ملکوت، لاہوت کے اسرار و حقائق کو اپنی گرفت میں لینے کا اہل ہو جاتا ہے۔ ورنہ وہ عالم عالم نہیں اور نہ وہ علم علم۔۔۔۔ اس شخص نے اپنی زندگی اس بے مقصد کام میں یونہی صرف کر دی۔

امام غزالی علیہ الرحمتہ کے نقطۂ نظر کے مطابق قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر کے علاوہ دیگر دینوی علوم بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اولیت اہم علوم دینیہ کو حاصل ہے۔ اس لئے تحصیل علوم میں علوم و فنون کے درمیان ایک ترتیب قائم کرے۔ پھر تحصیل علوم میں مشغول ہو۔ ایسا نہ ہو کہ غیر اہم علوم میں زندگی کا قیمتی حصہ تو صرف کر دے۔ اور واجب علوم (عبادات معاملات اور اخلاقیات سے علوم) رہ جائیں۔

۹؎ ایضاً ــــــــــــــ ص ۹

Marfat.com

ابنِ خلدون

ابنِ خلدون عمرانیات، سیاسیات اور تعلیمات کے بہت بڑے ماہر تھے۔ آٹھویں صدی ہجری کے آخر اور نویں صدی ہجری کے عشرہ اول میں ابن خلدون کے فلسفیانہ نظریات سامنے آئے۔ انہوں نے علم کو خوراک کی مانند انسان کی طبعی ضرورت قرار دیا۔ ابن خلدون نے علوم کو واضح دو قسموں میں تقسیم کیا۔

۱۔ علوم عقیلہ۔

۲۔ علوم نقلیہ۔

ابن خلدون نے اپنے ہم مذہب افراد پہ لازم قرار دیا کہ ان کی ایک خاص مجلس ہو جس میں اوقات معینہ پہ جمع ہوں۔ اس مجلس میں کوئی اجنبی شریک نہ ہو۔ ایسی مجلس میں اکثر وہ علم نفس، حس محسوس اور عقل معقول پر مباحثہ کرتے تھے لیکن سب سے زیادہ توجہ کتب الھیہ اور تنزیلات نبویہ کے اسرار و مسائل پہ دیتے۔

ابنِ خلدون علوم الھیہ کو منتہائے مقصود تعلیم قرار دیتے۔ کیونکہ یہی علوم حقیقتِ ازلی و ابدی کے مظہر ہیں۔ جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری ہیں۔

ابنِ خلدون کے نزدیک تعلیم کا حقیقی مقصد علم حقیقت و علم معرفت حاصل کرنا ہے۔ اگرچہ دنیا میں رہنے کے لئے دنیاوی امور اور دنیاوی مادی اشیا کا علم بے حد ضروری ہے۔ لیکن دونوں اقسام کی منفعت مختلف نوعیت کی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ علم معرفت ہر کس و ناکس حاصل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے حصول میں دلچسپی لیتا ہے۔ اس لئے لوگ عموماً دینوی علوم کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ دراصل دینوی علوم کا حصول کم ہمتی پہ مبنی ہے۔ مردانِ حق اپنی بلند ہمتی کے سبب تعلیم کا حقیقی مقصد (علمِ معرفت) پانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

ابن خلدون کے نزدیک تعلیم کے بارے میں نظریات تبدیل ہوتے رہتے ہیں، اس کا باعث

Marfat.com

انسانی زندگی کے تین بڑے عوامل ہیں۔

اول دین - دوم جغرافیائی حالات، سوم وسائلِ حیات کی کمی بیشی ۔

ابنِ خلدون کے نظریہ کے مطابق سیاسیات کی پختگی اور اہمیت میں جن امور کو دخل ہے ان میں تعلیم اور رواج تعلیم بھی شامل ہے۔

ریاست کے لئے سیاست اور سیاست کے لئے علم بنیادی عوامل ہیں۔ اس بارے میں ابنِ خلدون کے نزدیک تعلیم ایک ایسا موضوع ہے جو افلاطون سے لے کر آج تک کے فلاسفروں کا موضوع بنا رہا ہے۔ چاہے ان کا مرکز سیاسی نوعیت کا ہو یا کسی اور نوعیت کا، تاہم تعلیم کو سیاست میں جس قدر اہمیت حاصل ہے۔ اتنی قوتِ بازو کو بھی نہیں۔ سیاست کا مقصد صرف وسعتِ حدودِ جغرافیائی کے لئے مسلسل کوشش کرنا نہیں۔ بلکہ خود اپنی ریاست میں زیادہ سے زیادہ فلاح و بہبود کو رواج دینا ہے۔ جس ملک میں تعلیم زیادہ ہوگی۔ وہ ہر لحاظ سے قوی ہوگا۔

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی قدس سرہٗ

عارف باللہ شاہ ولی اللہ (المتولد ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء، المتوفی ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) حضرت شاہ عبدالرحیم فاروقی دہلوی (م ۱۱۳۱ھ) کے بیٹے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے مغلیہ دورِ حکومت کے دس بادشاہوں کا زمانہ پایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ کی زندگی کا ایک معتدبہ حصہ درس و تدریس میں صرف ہوا۔ شاہ صاحب کس قسم کی تعلیم کا رواج چاہتے تھے؟ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے چند شواہد کا مطالعہ مفید مطلب ہے۔

وصیت نامہ فارسی میں خود شاہ صاحب کی ایک تحریر ہے۔ جن کا تعلق علوم کی تعلیم سے ہے۔ اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ صرف و نحو کی تین تین یا چار چار کتابیں سب سے پہلے پڑھی جائیں۔

۲۔ بعد ازاں تاریخ، حکمت علمی کی کوئی کتاب کہ عربی زبان میں ہو۔ اس طرح پڑھی جائے کہ مشکل الفاظ کو لغت کی مدد سے حل کرتے جائیں۔

۳۔ عربی زبان پر قدرت کے بعد علم حدیث کی کتاب موطا پڑھی جائے کہ اصل علم تو حدیث کا علم ہے۔

۴۔ قرآن مجید کو بغیر ترجمہ اور تفسیر کے پڑھا جائے۔ مشکل کلمات کو نحو کے ذریعہ حل کیا جائے یا ان کا شانِ نزول معلوم کیا جائے۔

۵۔ اس کے بعد تفسیر جلالین بقدر ضرورت پڑھی جائے۔

۶۔ بعد ازاں کتبِ حدیث صحاح وغیرہ، کتب فقہ، کتب عقائد اور کتب سلوک ایک وقت میں پڑھی جائیں۔

۷۔ ان سے فراغت حاصل کرنے کے بعد کتب دانش و بینش مثل شرح ملا جامی، قطبی وغیرہ

Marfat.com

پڑھی جائیں۔

۸۔ اگر وقت اجازت دے تو مشکوٰۃ اور اس کی شرح طیبی کو اس طرح پڑھا جائے کہ ایک روز کچھ حصہ مشکوٰۃ کا اور دوسرے روز اس کی شرح طیبی سے۔

۹۔ اس طریق تدریس میں بہت نفع ہے۔

۱۰۔ فیض ربانی کے حصول کے لئے قرآن مجید، حدیث، تفسیر اور فقہ کی تعلیم ضروری ہے اور ان علوم کے حصول کے لئے ابتدائی صرف و نحو و ادب کی تعلیم بمنزلہ زینہ کے ہے۔ [۱]

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات میں اپنے والد بزرگوار کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"پدر من وقت رخصت از مدینہ از استاد خود عرض کرد و اُو خوش شد کہ ہر چہ خواندہ بودم فراموش کردم اِلاّ علمِ دین یعنی حدیث۔" [۲]

ترجمہ: "میرے والد نے مدینہ سے رخصت کے وقت اپنے استاد سے عرض کی جس سے وہ خوش ہوئے کہ میں نے علم دین یعنی حدیث کے علاوہ جو کچھ پڑھا تھا وہ بھلا دیا۔"

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ بعض علوم میں اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں۔

"اس بندہ ضعیف پہ خداوند تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ مجھے فاتحیت کی خلعت پہنائی گئی ہے اور پچھلے دور کا افتتاح میرے ہاتھ سے کرایا گیا ہے۔ مجھ سے پوچھا گیا فقہ کی اچھی باتیں کیا ہیں۔؟ چنانچہ میں نے ان کو جمع کر کے فقہ حدیث نئے سرے سے مرتب کر دی ہے۔

میں نے فنِ اسرارِ حدیث اور علم مصالح احکام وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ سے لے کر آئے ہیں اور جن کی آپ نے تعلیم فرمائی ہے مدون کیا یہ وہ حق ہے جس کے بارے میں اس سے پہلے کسی نے مجھ سے بہتر بات نہیں کی ہے حالانکہ یہ عظیم الشان علم ہے

---

[۱] ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں از ابوالحسنات ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ ص ۱۰۷

[۲] انسان العین فی مشائخ الحرمین (انفاس العارفین) میں اس طرح بھی منقول ہے۔ "این فقیر برائے وداع نزدیک شیخ ابوطاہر رفت۔ ایں بیت برخواند۔ ع نیست کل طریق کنت اعرفہ + الا طریقا یودبنی الا ربعکم بجرد شنیدن آں بکا بر شیخ غالب آمد و بغایت مستانہ شد۔" شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان۔ ص ۳۲

Marfat.com

نیز مجھے کمالات اربعہ یعنی ابداع، خلق، تدبیر اور تدلّی کا نہایت وسیع علم دیا گیا ہے۔ ایسے ہی نفوس انسانی کی استعدادت کا کامل علم عطا کیا گیا ہے جس سے ہر شخص کا کمال اور انجام معلوم ہو سکتا ہے۔ ۴۳ یہ دونوں وہ بلند مرتبہ علوم ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ اس کے علاوہ مجھے حکمت عملی کے اصول کو خداوند تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ کے اصحاب کے آثار کے ذریعے سمجھنے اور پختہ کرنے کی توفیق بخشی گئی۔" ۴۴

مجموعہ وصایا اربعہ کے مرتب نے حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اس کو شاہ صاحب کی زندگی کا خلاصہ اور تعلیمات کا نچوڑ کہنا چاہیئے۔

"مارا لابدست کہ حرمین محترمین رویم، روئے خود براں آستانہائے مالیم، سعادتِ ما ایں ست وشقاوتِ ما در اعراض۔" ۴۵

ترجمہ:۔ ہمارے لئے لازمی ہے کہ حرمین محترمین جائیں اور اپنے چہروں کو درِ بیت اللہ اور درِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ملیں۔ ہماری سعادت اسی میں ہے اور اس سے انکار میں ہماری شقاوت اور بدبختی ہے۔

مذکورہ بالا شواہد کی روشنی میں ہم حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ شاہ صاحب کے تعلیمی نظریات کا اجمالی طور پر یوں ذکر کر سکتے ہیں۔

۱۔ کتب دینیہ، قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر وغیرہ کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ (منطق، فلسفہ، ریاضی، سائنس وغیرہ) کی تعلیم ضروری ہے۔ مگر اس انداز میں کہ اولیت علوم دینیہ کو ہو گی۔

۲۔ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لئے بنیادی طور پر صرف ونحو، لغت وادب کی تعلیم ضروری ہے۔ ان علوم کی حیثیت علوم آلیہ کی سی ہے۔

---

۴۳ ہر شخص کا کمال باطنی اور انجام معلوم ہونا علوم غیبیہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو حضور پر نور کے توسط سے ان علوم سے حصہ عطا فرماتا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

۴۴ شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان۔ ص ۷ و ۸

۴۵ تقدیم الطاف القدس۔ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ ص ۵

Marfat.com

۳۔ علوم کی تحصیل کی غرض و غایت فیض ربانی کا حصول ہے۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کا انحصار اور مقاماتِ باطنی کا مدار قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر کی تعلیم ہے۔ بغیر ان کے حصول کے انسان وہ مقام نہیں پا سکتا جس کے حصول کا اسے حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ تحصیل علوم کی غرض و غایت درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حاضری ہے۔ اسی میں سعادتِ ابدیہ ہے۔ اس سے اعراض شقاوت عظیمہ ہے۔

ع بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باُو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

۵۔ اہلِ علم حضرات سے یہ بات مخفی نہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر اور دیگر علوم کی حامل اکثر درسگاہیں شاہ ولی اللہ کے سلسلہ تلامذہ کی درسگاہیں ہیں۔ یہ علماء و فضلاء کسی نہ کسی واسطہ سے آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ مگر مقامِ افسوس ہے کہ یہ فضلاء اور علماء اپنے اندر بنیادی نوعیت کے اختلافات رکھتے ہیں۔ اگر کوئی صاحبِ درد ان اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ تو اسے شاہ صاحب کی تعلیمات کا سہارا لینا پڑے گا۔ ویسے سیدھی سی بات یہ ہے کہ جن درس گاہوں کے فارغ التحصیل طلباء درِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک عاجزانہ حاضری کو زندگی کا سب سے بڑا نصب العین سمجھتے ہیں۔ مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ان کے ایمانوں کا جزوِ اعظم ہے اور نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لئے ہر وقت کوشاں ہیں وہ ہی شاہ صاحب کے صحیح جانشین ہیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر اقبال

(سنہ ۱۸۷۶ء تا سنہ ۱۹۳۸ء)

ایک ماہرِ تعلیم کی حیثیت سے اقبال کے تعلیمی نظریات کا مختصر —— جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ جدید علوم، جن کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ یورپ والوں کے ایجاد کردہ ہیں۔ درحقیقت مسلمانوں ہی کا ورثہ ہیں۔ ان علوم کو مسلمانوں نے نہ صرف ایجاد کیا۔ بلکہ اس حد تک پہنچایا کہ اس سے آگے جانا آج بھی مشکل ہے۔ اس حقیقت کو اقبال کی زبان سے سنیئے۔

حکمتِ اشیأ فرنگی زاد نیست
اصلِ او جز لذتِ ایجاد نیست
نیک اگر بینی مسلمان زادہ است
ایں گہر از دستِ ما افتادہ است
ایں پری از شیشۂ اسلافِ ماست
باز صیدش کن کہ او از قافِ ماست (مثنوی مسافر)

یہ حکمتِ اشیاء درحقیقت فرنگیوں کی ایجاد کردہ نہیں۔ اس کی اصل تو انسانی سرشت ہے۔ اگر تو تعصب سے ہٹ کر دیکھے تو معلوم ہوگا۔ یہ گوہر آبدار تو مسلمانوں کے ہاتھوں سے ہی گرا ہے۔ حکمت کے یہ علوم تو ہمارے علمی کوہ قاف کی پری ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ان کو دوبارہ حاصل کریں۔

چونکہ علوم جدیدہ اقبال کے نزدیک مسلمان اسلاف کا ترکہ و میراث ہیں۔ اس لئے

Marfat.com

موجودہ دور کے مسلمانوں کو ان کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ ترغیبی انداز میں اقبال لکھتے ہیں

نائبِ حق دَر جہاں آدم شود
بر عناصر حکم او محکم شود
خویش را بر پشتِ باد اسوار کن
یعنی ایں جمازہ را ماہار کن
از شعاعش دیدہ کن نا دیدہ را
وَانما اسرارِ نا فہمیدہ را
جستجو را محکم از تدبیر کن
انفس و آفاق را تسخیر کن
تو کہ مقصودِ خطاب اُنظر ی
پس چرا ایں راہ چوں کوراں بری
آنکہ بر اشیاء کمند انداخت است
مرکب از برق و حرارت ساخت است
علمِ اشیاء اعتبارِ آدم است
حکمتِ اشیاء حصارِ آدم است (رموز بیخودی)

انسان دنیا میں اسی وقت نائبِ حق بنتا ہے جب کہ عناصر قدرت پر اس کا حکم جاری ہو۔ اے مسلماں! تو ہوا کی پُشت پہ سواری کر۔ اس تیز رفتار اونٹ کی نکیل تیرے ہاتھوں میں ہونی چاہیئے۔ اے نوجوان مسلمان! تو فضائے آسمان کے ایک حقیر ذرہ کی روشنی سے چشمِ بینا کو منوّر کر دے۔ جگمگانے خورشید کی شعاعوں کو شکار کر۔ اپنی جدوجہد کو تدبّر اور تدبیر سے مستحکم بنا۔ انفس و آفاق کو مسخر کر۔

اے مسلمان! تو ہی خطابِ الٰہی افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت (وہ اونٹ کی طرف کیوں نہیں دیکھتے، کس انداز سے اسے بنایا گیا ہے۔) کا مخاطب ہے۔ تجھے تو اشیاءِ کائنات کی حقیقت و ماہیت پہ غور و فکر کی دعوت دی گئی تو پھر کیوں اس راہ میں تو غور نہیں کرتا۔ ذرا

Marfat.com

غور سے سُن ! جس نے اشیاء کائنات پہ کمند ڈال دی اور ان کو مسخر کرلیا ، وہی عناصر قدرت برق و باد کا حکمران ہے ۔ وہ ان اشیاء کا راکب ہے اور وہ اس کا مرکب ۔ اشیاء کی ماہیت و حقیقت کا علم ہی حضرت آدم علیہ السلام کی برتری کا سبب ہے ۔ اگر انسان اشیاء کے اسرار و رموز سے آگاہی حاصل کرلے ۔ تو یہی اشیاء اس کے لئے امن کا حصار بن جاتی ہیں ۔

۲۔ ان خیالات و افکار کا اظہار کرنے کے باوجود اقبال نے جدید تعلیم کے اثرات پر کڑی تنقید بھی کی ہے ۔ علامہ کی نگاہ میں جدید تعلیم کا ایک نقص یہ ہے کہ وہ نوجوانوں کو بے ادب بنا رہی ہے ۔

نوجوانوں کی بدتمیزی دیکھ کر ان کا دل کڑھتا ہے اور وہ موجودہ تعلیم سے پشیمان ہو جاتے ہیں ۔

نوجوانے را چوں بینم بے ادب
روزِ من تاریک می گردد چوں شب
تاب و تب در سینہ افزاید مرا
یادِ عہدِ مصطفٰے آید مرا
از زمانِ خود پشیمان می شوم
در قرونِ رفتہ پنہاں می شوم

اقبال برملا اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ جدید تعلیم نے نوجوان مسلم کو حق و صداقت بیان کرنے سے روک دیا ہے ۔

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

تعلیم جدید نے نوجوانوں کے ذہن سے یقین و ایمان کی دولت نکال لی ہے اور وہ ناامیدی و مایوسی کے باعث تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں ۔

جواناں تشنہ لب خالی ایاغ
شُستہ رو ، تاریک جان ، روشن دماغ

Marfat.com

کم نگاہے ، بے یقین و ناامید
چشم شاں اندر جہاں چیزے ندید (جاوید نامہ)

اقبال کے نزدیک جدید تعلیم نے نوجوانوں کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ اقبال کا نوجوان شاہین زادہ ہے۔ اب یہ رسم و راہِ شہبازی سے بے خبر اور عقابی رُوح سے نا آشنا ہے تو کیوں؟ یہ شاہین زادہ کرگس بنا تو کیوں؟ جدید تعلیم سے۔

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی

۳۔ جدید تعلیم میں استاد کے کردار کا تذکرہ کتنے تاسف بھرے لہجے میں کرتے ہیں۔

شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

جدید تعلیم اور اس کے متعلقات نے نوجوان مسلم کو افرنگی کی غلامانہ ذہنیت میں اس طرح جکڑ دیا ہے کہ اس کا وجود ظاہری درحقیقت صرف قالب ہے۔ جو قلب سے خالی ہے۔ کلیات اور جامعات کی اس تعلیم نے نوجوان کو مردہ لاش میں بدل دیا ہے۔

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے، مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

۴۔ تعلیم جدید کے مقاصد میں کہا گیا تھا کہ اس سے مزین ہو کر تعلیم یافتہ طبقہ معاش کا ذریعہ آسانی سے پیدا کرے گا۔ اقبال کی نگاہ میں یہ مقصد غلامیٔ افرنگ کو اور زیادہ مضبوط اور دیرپا کرنے کا باعث ہوگا۔

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جو

جدید تعلیم نے جاں بھی گروِ غیر اور بدن بھی گروِ غیر کی کیفیت پیدا کر دی۔ اقبال دیکھ کر بڑے سوز سے تڑپ اٹھے۔

Marfat.com

به طفلِ مکتبِ ما ایں دعا گفت
پئے نانے بہ بندِ کس میفتاد

۵۔ بتایا گیا کہ جدید تعلیم سے روشن خیالی اور آزادی ضمیر حاصل ہو گی۔ مگر اقبال کا تجربہ یہ ہے کہ یہ روشن خیالی درحقیقت ناپختہ ذہنی ہے۔ دینی عقائد سے بیزاری اور الحاد کی طرف راہبری ہے۔

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ۔

الغرض جدید تعلیم اقبال کے نزدیک درحقیقت مسلمانوں کے خلاف ایک گہری سازش تھی۔ تعلیم کے حسین پردے میں نوجوانوں کو بے یقینی اور الحاد کی تاریک وادی میں چھوڑنا تھا۔ فرماتے ہیں۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

علم، جو بذاتِ خود منبع خیر و قوت ہے۔ مظہر جبریل ہے۔ اب جدید تعلیم سے شر و قہر کا مظہر اور ابلیس بنا۔

علم از و رسواست اندر شہر و دشت
جبرئیل از صحبتش ابلیس گشت

۶۔ اقبال کی نگاہ میں وہ علم جس میں عشق کا امتزاج نہ ہو ناپسندیدہ ہے۔ وہ اس علم کے مداح ہیں۔ جس میں عشق کا امتزاج ہو فرماتے ہیں۔

علم بے عشق است از طاغوتیاں
علم با عشق است از لاہوتیاں

گویا علم با عشق مشرف با اسلام ہے۔ اس کی ضیا پاشیوں سے جہاں منور ہے دِل

Marfat.com

بندہ بے روح خدا شناس ہے۔ اور علم بے عشق اسلام سے دور، طاغوت کا وجود
بے حرمان و بے نصیب ہے۔ اس سے دل تاریک اور جسم غلام ہوتا ہے۔

۷۔ علم اپنی وسعت کے باوصف، اگر اسلام کے تابع نہ ہو تو وہ شیطان ہے، بولہب ہے۔ ضروری ہے کہ تمام علوم، قرآنی ہدایت کے تابع ہوں نہ کہ اس کو اپنے تابع بنائیں۔ جب تک قرآن، علوم پر حاکم نہ ہوگا۔ علوم نامسلمان رہیں گے۔ اس حقیقت کو اقبال نے کس خوبی سے بیان کیا ہے۔

خوشتر آں باشد مسلمانش کنی
کشتۂ شمشیر قرآنش کنی

۸۔ سیکولر تعلیم نے اسلامی قومیت کی بقا و نشو و نما کو سخت نقصان پہنچایا۔ اقبال موجودہ تعلیمی تحریکات کو مسلم قومیت کی تشکیل کے لئے کافی نہیں سمجھتے وہ چاہتے ہیں۔ کہ ایسا عظیم الشان نظام تعلیم قائم کیا جائے۔ جو ایک طرف تو افراد میں اسلامی شعور بیدار کرے اور دوسری طرف سیکولر نظام کے منفی اثرات کا بالکلیہ سدِباب کرے۔ وہ لکھتے ہیں۔

اخلاق و مذہب کے اصول و فروع کی تلقین کے لئے موجودہ زمانے کے واعظ کو تاریخ اقتصادیات اور عمرانیات کے حقائق عظیمہ سے آشنا ہونے کے علاوہ اپنی قوم کے لٹریچر اور تخیل میں پوری دسترس رکھنی چاہیئے۔ الندوہ، علی گڑھ کالج، مدرسہ دیوبند اس قسم کے دوسرے مدارس جو الگ الگ کام کر رہے ہیں۔ اس بڑی ضرورت کو رفع نہیں کر سکتے .... " [۱]

۹۔ سیکولر تعلیم خواہ یہ مکتب کی تعلیم ہو یا کالج کی، اقبال کے نزدیک اسلامی قومیت کی تشکیل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ سیکولر تعلیم سے قومیت کا مفہوم وہ بن جاتا ہے۔ جسے اہلِ مغرب نے نہ صرف قبول کیا۔ بلکہ اس کی اشاعت و تشہیر میں پوری

---

[۱] مقالات اقبال مرتبہ سید عبدالواحد / بحوالہ اقبال اور تعلیم از محمد احمد خان ص ۲۳۹

Marfat.com

صلاحیتیں صرف کر دیں۔ یہ تصور قومیت وطن، نسل، رنگ، زبان کے اجزائے ترکیبی سے نشو و نما پاتا ہے۔ حالانکہ اسلام انہی امتیازات کو مٹانے آیا تھا۔ بد قسمتی سے دار العلوم دیوبند کے طالب علم نہیں معلّم بلکہ صدر معلم نے جب اسلامی قومیت کا ناطہ وطن سے جوڑا تو اقبال سراپا احتجاج بن کر گویا ہوئے۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ!!
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمدِ عربی است
بمصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

۱۰۔ اقبال تحقیق و جستجو کا متلاشی ہے۔ اس کے نزدیک تحقیق سے قوموں کا وجود ہے، مگر مغربی محققین، جنہیں ہم مستشرقین کہتے ہیں، کی تحقیق سے ناراض ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مستشرقین تحقیق کے پردے میں اپنے مقاصد، سیاسی ہوں یا تبلیغی بروئے کار لانا چاہتے ہیں، لکھتے ہیں۔

"میں یورپین مستشرقین کا قائل نہیں کیونکہ ان کی تصانیف سیاسی پراپیگنڈہ یا تبلیغی مقاصد کی تخلیق ہوتی ہیں۔" ؎۲

۱۱۔ اقبال کے نظریہ میں عورتوں کی تعلیم اس طرز کی ہونی چاہیئے جو اسے اپنے فرائض منصبی سے آگاہ کر دے۔ چراغ محفل کی بجائے چراغ خانہ بنا دے۔ عورتوں کی تعلیم دین کی تعلیم بنیادی اور ابتدا سے ہی ہونی چاہیئے۔ ضربِ کلیم کا قطعہ ملاحظہ ہو۔ عنوان ہے "عورت اور تعلیم"۔

تہذیب فرنگی ہے، اگر مرگ امومت
ہے حضرت انسان کے لئے اس کا ثمر موت

؎۲ اقبال نامہ، مرتبہ شیخ عطاء اللہ / بحوالہ اقبال اور مسئلہ تعلیم۔ ص ۲۹۱

Marfat.com

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بے گانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

تعلیم نسواں کے بارے میں اقبال نے جو کچھ اشعار کی صورت میں پیش کیا۔ اس کا خلاصہ انہی کی نثر میں ملاحظہ کیجئے۔

"ایک قوم کی حیثیت سے ہمارے استحکام کا انحصار مذہبی اصولوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنے پر ہے۔ جس لمحہ یہ گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی۔ ہم کہیں کے نہیں رہیں گے۔ شاید ہمارا حشر یہودیوں جیسا ہو جائے۔ تو پھر ہم اس گرفت کو، مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ کسی قوم میں مذہب کا محافظ خاص کون ہوتا ہے۔؟ عورت اور صرف عورت۔ اس لئے مسلمان عورت کو عمدہ، معقول و معتبر دینی تعلیم ملنی چاہیئے۔ کیوں کہ وہی فی الواقعی قوم کی معمار ہے۔ میں مطلقاً آزاد طریقہ تعلیم کا قائل نہیں۔ دیگر تمام امور کی طرح طریقہ تعلیم کا تعین بھی ایک قوم کی ضروریات کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ ہمارے مقاصد کے لئے مسلمان لڑکیوں کی دینی تعلیم کافی ہے۔" ۴۳

۱۱۔ اسلامی ریسرچ کی اہمیت، موجودہ دور میں اس کے تقاضے اور مستشرقین کی تحقیق کے بارے میں اقبال کے نظریات گزشتہ سطور میں گزر چکے ہیں۔ تحقیق اسلامی کے بنیادی شرائط اور تحقیق کی غرض و غایت کیا ہے۔ خود اقبال کی زبانی سنیئے۔

"مصر جائیے، عربی زبان میں مہارت پیدا کیجئے۔ اسلامی علوم، اسلام کی دینی و سیاسی تاریخ، تصوف، فقہ، تفسیر کا بغور مطالعہ کر کے محمدِ عربی کی اصلی روح تک پہنچنے کی کوشش کیجئے۔" ۴۴

---

۴۳ اقبال اور مسئلہ تعلیم۔ ص ۱۷۴

۴۴ اقبال نامہ حصہ اول مرتبہ شیخ عطاء اللہ، بحوالہ اقبال اور مسئلہ تعلیم۔ ص ۲۱۴

Marfat.com

الانتباہ

مغربی طرز تعلیم کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ مغربی تعلیم یافتہ حضرات اپنے طور پر یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ قدیم طرز پر تعلیم پائے ہوئے افراد میں ملکہ تحقیق اور قابلیت پیدا نہیں ہوسکتی۔

وہ صرف مسجد کے امام، نکاح خواں یا واعظ بن سکتے ہیں۔ یہ لوگ تحقیق سے عاری ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ خیال سرے سے غلط ہے۔ قدیم طرز کی مشرقی تعلیم طلبا ریں" وہ پیدا کرتی تھی کہ آج کی یونیورسٹیوں کے فاضل بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ تحقیقی اور علمی میدان میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہوسکتا۔ اپنی بے نفسی اور سادگی سے ہمیشہ یہ لوگ ہیچ مدانی کا دعویٰ کرتے[1] جنرل سلیمن، جو ٹھگی کے انسداد کی وجہ سے ہندوستان کی تاریخ میں ممتاز مرتبہ رکھتے ہیں اور جنہیں ہندوستانیوں کے ساتھ ملنے جلنے کا اتفاق عام یونیورسٹیوں سے زیادہ ہوتا رہا، ہندوستان کے دورِ زوال کی تعلیم کی عظمت کا اعتراف یوں کرتے ہیں:۔

" دنیا میں ایسی قومیں بہت کم ہوں گی جن میں تعلیم اس قدر عام ہے جس قدر ہندوستان کے مسلمانوں میں۔ ان میں جو کوئی بیس روپیہ ماہوار کا منصدی ہوتا ہے وہ اپنے لڑکوں کو اس طرح تعلیم دیتا ہے جس طرح ایک وزیر اعظم اپنی اولاد کو۔ اور جو علوم ہمارے بچے لاطینی اور یونانی زبانوں میں اپنے کالجوں میں حاصل کرتے ہیں وہی یہ لوگ عربی اور فارسی زبانوں میں سیکھتے ہیں اور سات سال کے درس کے بعد ایک طالب علم اپنے سر پر جو آکسفورڈ کے فارغ التحصیل طالبعلم

---

[1] مشہور فاضل و محقق پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں امام احمد رضا کے فضل و کمال کا اس طرح اقرار کرتے ہیں: " اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ اپنے دور کے بے مثل علما ء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال ذہانت، فطانت، طباعی و دراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء، فضلا، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین، مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے۔ مختصر یہ کہ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا۔ وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں" بحوالہ حیات مولانا احمد رضا بریلوی از پروفیسر محمد مسعود احمد۔ ص ۱۷۱

Marfat.com

کی طرح علم سے بھرا ہوتا ہے، دستار فضیلت باندھتا ہے اور اسی طرح روانی سے سقراط، ارسطو، افلاطون، بقراط، جالینوس اور بو علی سینا پر گفتگو کرسکتا ہے جس طرح آکسفورڈ کا کامیاب طالب علم۔“ ؎۲

علمار کے سادہ معمولی مکان، مسجدوں کے صحن اور خانقاہوں کے حجرے قدیم طرز تعلیم میں مرکز علوم وتحقیق کا کام دیتے تھے۔ جدید مغربی تعلیم کے زیر اثر ان علمی مراکز کے خلاف ایک باقاعدہ سازش جاری ہے۔ حالانکہ یہی سادہ اور تکلف سے دور علمی مراکز آج کی پُر تکلف علمی درسگاہوں سے کسی صورت میں بھی کم درجہ نہ تھے۔ مسلمانوں کی گذشتہ تعلیم، مدرسے اور دارالعلوموں کے بارے میں لکھا ہے کہ جس پائے کے علما ان درسگاہوں سے اٹھے آج کے دور کو وہ علمار نصیب نہیں۔ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:-

” اگرچہ ۱۴۳ھ کے متصل ہی ممالک اسلامی میں درس وتدریس کا ایک عظیم الشان سلسلہ قائم ہوگیا اور انہیں دو تین صوبوں میں جس درجے کے سینکڑوں، ہزاروں مجتہد، فقیہ، ادیب، شاعر، فلاسفر، مورخ پیدا ہوگئے۔ زمانے کے نو سو برس کی وسیع مدت میں بھی اس پایہ کے لوگ نصیب نہیں ہوئے۔ لیکن تعجب ہے کہ تاریخ کے صفحوں میں چوتھی صدی کے آخیر تک بھی کسی معمولی کالج یا اسکول کا نشان نہیں ملتا۔ مسجدوں کے صحن، خانقاہوں کے حجرے علماء کے معمولی مکانات، یہی اس وقت کے مدرسے یا دارالعلوم تھے۔“ ؎۳

؎۲ تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی، مولفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی۔ ص ۲۷۹/۲۸۰

نوٹ:- جنرل سلیمن کی تصدیق پر مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی اس طرح تبصرہ کرتے ہیں:- ان سطور سے تو یہ واضح ہوجاتا ہے کہ شمالی ہندوستان کا نظام تعلیم اس زمانہ کے انگریزی نظام تعلیم سے یا آکسفورڈ کے موجودہ کلاسیکل کورس کے مقبول عام نصاب سے کسی طرح پست نہ تھا۔“ تاریخ روہیل کھنڈ۔ ص ۲۸۰

؎۳ مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم، مرتبہ شبلی نعمانی، مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ۔ باردوم۔ ص ۳۴

Marfat.com

امام احمد رضا قدس سرہٗ

بحیثیت ایک عظیم ماہرِ تعلیم

امام احمد رضا قدس سرہٗ جہادِ آزادی سے ایک سال قبل ۱۰ شوال المکرم
۱۴۔ جون ۱۸۵۶ء کو مرکزِ علم وفضل بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ یہ ہے

۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء چار سال کی عمر میں قرآنِ مجید ناظرہ ختم کر لیا۔

۱۲۸۰ھ / ۱۸۶۴ء کو ہدایت النحو کی شرح لکھی۔

۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء کو اصولِ فقہ کی بلند مرتبت کتاب مسلم الثبوت پر حاشیہ لکھا

۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو مروجہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم سے فراغت پائی۔ دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر چودہ سال سے بھی کچھ کم تھی۔

۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء کو دارالافتا بریلی میں مسندِ افتاء کی ذمہ داری سونپی گئی۔ جس کو آخری دم تک ایسا نبھایا کہ شاید و باید۔

ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۷ء کو مارہرہ مطہرہ میں حاضر ہو کر والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد نقی خاں قدس سرہٗ کے ہمراہ قدوۃ الاولیاء الکاملین حضرت سید شاہ آلِ رسول قدس سرہٗ العزیز کے دستِ حق پرست پہ بیعت کی اور اسی وقت جمیع سلاسلِ طریقت کی اجازت سے مشرف ہوئے۔

۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۸ء کو والدین کے ہمراہ پہلا حج کیا۔ اسی دوران حرمین شریفین کے اعاظم علماء کرام سے جملہ علوم وفنون کی اجازت حاصل کی۔ حرمین کے علماء نے "ضیاء الدین احمد" کا عظیم لقب عطا کیا۔ یہ عطیہ ربانی دراصل آپ کے علم وفضل کا اظہار تھا۔

۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء کو علمی مرکز فرنگی محل میں نزول اجلال فرمایا۔

Marfat.com

۱۵ تا ۱۷ شوال ۱۳۱۱ھ / ۲۲ تا ۲۴ اپریل ۱۸۹۳ء کو ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس میں شرکت فرمائی اور "اصلاحِ نصاب" پر ایک مفید مقالہ پڑھا۔ اس اجلاس میں ملک بھر کے جلیل القدر علماء ماہرینِ تعلیم جمع تھے۔ ان میں مولانا محمد علی مونگیری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد حسن کانپوری، علامہ شبلی نعمانی، شیعہ مجتہد غلام حسین کنتوری، مولوی محمد ابراہیم آروی (اہل حدیث) اور مولوی محمد احسن بہاری (غیر مقلد) کا نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ [۱]

۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں بریلی میں ایک عظیم نئے دار العلوم کی بنیاد رکھی، جو منظر اسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء کو دوسرا حج کیا۔ اسی سفر حج کے دوران علماء مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ اور عالم اسلام سے آئے ہوئے بے شمار فاضل علماء کرام نے با صرار امام احمد رضا قدس سرہ سے علوم و فنون اور سلاسل طریقت کی اجازتیں حاصل کیں۔ جلیل القدر علماء نے آپ کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہوئی ہو۔ [۲]

۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء کو تدبیر فلاح و نجات اصلاح تصنیف فرمائی جس میں مسلمانوں کی ترقی و آزادی کے لئے تجاویز مرتب فرمائیں۔

۱۳۴۰ھ صفر کی پچیس تاریخ بروز جمعۃ المبارک ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو بریلی میں وصال

---

[۱] سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء، مطبوعہ کانپور ۱۳۱۲ھ بحوالہ تذکرہ محدث سورتی ص ۱۰۶۔

نوٹ: مطبوعہ رپورٹ میں اس اجلاس کی اہمیت کا ذکر ان الفاظ میں ہے: "وہ جلسہ جو مسلمانوں کے ادبار اور ان کے باہمی نفاق اور مذہبی جھگڑوں کو دور کر سکتا ہے۔ وہ صرف ندوۃ العلماء ہے اور یہ ہندوستان میں اپنی قسم کا پہلا اجلاس ہے۔" ندوہ کی "بے جا رواداری" کی بنا پر امام احمد رضا اور دیگر علماء اہل سنت اس سے علیحدہ ہو ہوگئے تھے: تذکرہ محدث سورتی ص ۱۰۳۔

[۲] سفر حج، علماء کرام کی اجازتیں حاصل کرنا اور خاص حرمین طیبین میں عزت افزائی کی تفصیل ملاحظہ کرنے کے لئے رجوع فرمائیں: (ا) الملفوظ حصہ دوم۔ (ب) الاجازات المتینۃ لعلماء مکۃ والمدینۃ (ج) مقدمہ حسام الحرمین۔ (د) فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں وغیرہ

Marfat.com

فرمایا۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کا خاندان برصغیر میں ایک عظیم علمی شہرت کا حامل رہا ہے۔ آباؤ اجداد کا شمار اپنے دور کے جلیل المرتبت فضلاء میں ہوتا تھا۔ روحانی اور علمی امور میں یہ حضرات مرجعِ خلائق تھے۔

مشہور بزرگ مورخ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی "اسلامی مدارس وغیرہ" کے عنوان سے بریلی کی علمی عظمت کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

"بریلی میں علوم اسلامی کے عروج کا زمانہ حافظ الملک کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ جبکہ روہیل کھنڈ میں پانچ ہزار علماء مساجد و مدارس میں درس دیتے ہیں۔ مولوی حیدر علی لکھتے ہیں" اگرچہ شہر بالنسبہ بریلی بمقابلہ دہلی، لکھنؤ، آگرہ قصبہ ہے۔ مگر کبھی یہ قصبہ عالموں، حکیموں، شاعروں، خوش نویسوں اور ہنرمندوں سے خالی نہیں رہا" ۳۴ے

یہی مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی خاص امام احمد رضا قدس سرہٗ اور ان کے خاندان کے علمی مقام کو مختصر الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں۔

"اس مدرسہ کو ایک مشہور سلسلۂ خاندان سے نسبت ہے۔ جس کے مورثِ اعلیٰ محمد سعید خاں ان کے لڑکے محمد سعادت علی خاں، ان کے لڑکے محمد اعظم خان، ان کے لڑکے محمد کاظم علی خاں، ان کے لڑکے محمد رضا علی خاں، ان کے لڑکے نقی علی خان اور ان کے لڑکے احمد رضا خاں، حسن رضا خاں، محمد رضا خاں۔

احمد رضا کے لڑکے حامد رضا خاں و مصطفیٰ رضا خاں صاحبان بہت مشہور ہوئے۔ محمد اعظم خاں نے دہلی سے بریلی سکونت منتقل کی۔ اس خاندان سے دیہات زمینداری سے امیرانہ بسر ہوتی رہی۔

مولوی احمد رضا خاں کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ حنفی، سنی، فاضل اجل، کامل اکمل سید شاہ آلِ رسول رحمتہ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تقریباً (۵۰) کتابیں تصنیف کیں۔ سفر حجاز میں علمائے عرب سے سندِ حدیث و فقہ و اصول و تفسیر حاصل کی۔ مسائل فقہ میں فتاویٰ رضویہ

۳۴ے تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی مولفہ مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی، مہران اکیڈیمی کراچی ص: ۳۵۵

نوٹ: کتاب مذکور پہ مشہور ماہر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے مقدمہ لکھا ہے۔

Marfat.com

طویل ترین کتاب لکھی، قرآن کریم کا بہترین ترجمہ کیا۔ ایک عمر فتاویٰ نویسی میں بسر کی۔ تقریر و تحریر کے ذریعے سے پچاس برس خدمت دین میں گزارے۔ نام نامی اعلیٰ حضرت مولانا حاجی شاہ احمد رضا خاں، مجددِ مائتہ "حاضرہ" مشہور ہوا۔ تاریخ ولادت ۱۲۷۲ھ المتوفی ۱۵ ستمبر ۱۳۴۰ھ مدفن، مسکن سے قریب معتقدین کا سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا۔ آپ کی جماعت کا نام "جماعت رضائے مصطفیٰ" دو درس گاہیں، ایک سوداگری محلہ میں، دوسری مسجد بی بی صاحبہ جی میں "(بہاری پور)" دار العلوم کا نام منظر اسلام"۔ [۴]

امام احمد رضا قدس سرہ جن علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ ان کی تعداد پچپن سے زائد ہے۔ ان میں سے بعض علوم آپ نے اساتذہ کرام سے حاصل کئے۔ بعض علوم اساتذہ فن کی کتب سے محض مطالعہ سے حاصل کئے۔ بعض علوم کو آپ نے ایجاد کیا۔ جن علوم پر آپ کو عبور تام تھا۔ ان میں ریاضی، ہیئت اور طبیعات کے بعض وہ فنون ہیں۔ جن سے آج کے علمی دور میں علماء قدیم اور علماء جدید دونوں کے کان ناآشنا ہیں۔ [۵] علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر، مشہور ریاضی دان ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے پہلی ہی ملاقات کے بعد جو تاثر بیان کیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔

"حقیقت میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے"۔ [۶]

---

[۴] تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی۔ ص ۲۵۶۔

نوٹ: جدید تحقیق کے مطابق آپ کی تصانیف تقریباً ایک ہزار ہیں اور دسال ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

[۵] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الاجازات المتینۃ لعلماء مکۃ والمدینۃ کو ہدا۔ فقیر قادری عفی عنہ

اب فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں۔

[۶] اکرام امام احمد رضا۔ تالیف ڈاکٹر محمد مسعود احمد۔ مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور۔

نوٹ: امام احمد رضا قدس سرہ نے ساری عمر انگریز اور ہندو کے خلاف قلمی جہاد میں گزاری۔ وہ شمس العلماء یا اس نوعیت کے کسی خطاب کی خواہش کس طرح کرتے؟ اور نہ آپ کے کسی متوسل نے اس کی تحریک کی۔ ورنہ امام احمد رضا، ان کی اولاد، تلامذہ حتیٰ کہ خدام بھی اس پائے کے عالم تھے کہ بے دریغ انہیں شمس العلماء کا خطاب دیا جا سکتا ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ۔

Marfat.com

تعلیم سے فارغ ہو کر امام احمد رضا قدس سرہٗ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کے اکثر تلامذہ آسمانِ علم وفضل کے نیرِّ درخشاں بن کر چمکے۔ ؎۵

اپنے دور کے جلیل القدر علماء سے امام احمد رضا قدس سرہٗ کے گہرے علمی روابط تھے اکثر آپ کے ہاں علمی محافل کا انعقاد ہوتا جس میں یہ علمی ستارے جمع ہوئے۔ ایسا بھی ہوتا۔ ان علماء کے ہاں یا ان کے مدارس کے سالانہ اجلاس میں امام احمد رضا شریک ہوتے۔ علمی مذاکرات ہوتے۔ بعض مدارس میں امام احمد رضا قدس سرہٗ بطور ممتحن تشریف لے جاتے۔ طلبہ کی علمی استعداد معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے مسائل سے براہِ راست واقفیت حاصل کرتے۔ علمی مراکز کے ناظم حضرات آپ سے اکثر علمی امور پر مشورہ لیتے۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے زندگی بھر ملازمت نہیں کی کہ ملازمت کے کچھ ایسے تقاضے ہوتے ہیں، جو ملازم کو اپنی مرضی کے خلاف پورے کرنے پڑتے ہیں۔ آزادی کے ساتھ اظہار رائے ممکن نہیں ہوتا۔ مگر امام احمد رضا کو جو کچھ کہنا ہوتا۔ بڑے واشگاف الفاظ میں برمحل بیان کر دیتے۔

برصغیر میں ایک ہزار سالہ مسلمانوں کے دورِ اقتدار کا زوال آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نئے خداوندان اقتدار کی تعلیم اور ان کی تہذیب کے پرستاروں کی غیر دانشمندانہ حرکات اور

؎۵ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی ذات مرجع العلماء تھی۔ دور دور سے طلباء استفادہ کے لئے حاضر ہوتے۔ یہاں تک کہ سہارنپور اور دیوبند کے چند طلباء بھی حدیث وفقہ کے درس کے لئے حاضر ہوئے۔ ملاحظہ ہو۔ چودھویں صدی کے مجدد، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، لاہور۔ ص ۸۵۔

فاضل بریلوی کے تلامذہ کی طویل فہرست میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا حسن رضا خاں۔ ۲۔ مولانا محمد رضا خاں۔ ۳۔ مولانا حامد رضا خاں

۴۔ مولانا سید اشرف اشرفی ۵۔ مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی ۶۔ مولانا ظفر الدین بہاری

۷۔ مولانا عبدالواحد پیلی بھیتی ۸۔ مولانا حسنین رضا خاں ۹۔ مولانا سلطان احمد خاں

۱۰۔ مولانا سید امیر احمد ۱۱۔ مولانا حافظ یقین الدین ۱۲۔ مولانا حافظ عبدالکریم

۱۳۔ مولانا سید نور احمد چاٹگامی ۱۴۔ مولانا منور حسین۔ ۱۵۔ مولانا واعظ الدین

۱۶۔ مولانا عبدالرشید ۱۷۔ مولانا شاہ غلام محمد بہاری ۱۸۔ مولانا حکیم عزیز غوث۔ ۱۹۔ مولانا نواب مرزا۔

Marfat.com

اسلام دشمن کردار، قدیم اقدار سے نفرت اور جدید تہذیب سے محبت ـــــ یہ سب کچھ آپ کے سامنے تھا۔ اس پر آپ کا دل تلملایا، تڑپا، مسلمانوں کو نامسلمان بنانے کی مذموم کوششوں کا آپ آپ نے بغور جائزہ لیا۔

اپنے خاندانی علمی پس منظر کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اپنی تمام زندگی عملی و علمی مسائل اور ان کے حل سے متعلق گزری اور پھر بقول علامہ اقبال ـــــ "وہ بڑی سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں اپنی رائے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی" ـــــ دیگر حیثیات کے علاوہ امام احمد رضا قدس سرہٗ ایک معلم تھے۔ ایک مفکر تھے، ایک مجدّد تھے۔ ہندوستان کے دورِ آخر میں اتنی ہمہ گیر صفات وجہات کا مالک اور بصیرت "تامہ" رکھنے والا مفکر بہت کم ہی دیکھنے میں آیا۔ وہ اس طبیب کی طرح قوم کا علاج کرتا رہا۔ جو اصل مرض کی تشخیص کے بعد ہی بنیادی علاج کرتا ہو۔ اس طرح اگرچہ یہ علاج دیر طلب ہوتا ہے۔ مگر مؤثر اور دیرپا ہوتا ہے۔

ان حیثیات کی موجودگی میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کا "کہا ہوا" اس قابل ہے کہ سنا جائے، پڑھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

Marfat.com

امام احمد رضا قدس سرہ العزیز

کا

نظریۂ تعلیم

Marfat.com

الارشاد

۱۔ افہام و تفہیم اور تقریبِ مفہوم کی غرض سے ہم امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نظریۂ تعلیم کو چند عنوانات کے تحت درج کرتے ہیں۔ عنوانات کا انتخاب ہم نے کیا ہے مختلف عنوانات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ان عنوانات میں تضاد یا تخالف ہے۔ یہ عنوانات آپ کے نظریۂ تعلیم کو مختلف پہلوؤں سے دیکھنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے۔

۲۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے تعلیم سے متعلق جن نظریات کا اظہار کیا ہے۔ ان میں سے اکثر کو آیات و احادیث یا کلمات علماء سے مؤید کیا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کا کمال علمی اور پھر بے نفسی ملاحظہ ہو کہ کسی بات کو اپنی طرف منسوب کرنے کے بجائے اکابر علماء کا حوالہ دیتے ہیں۔ یہ حوالہ جات درحقیقت آپ ہی کے پسندیدہ نظریات ہیں۔

۱۔ نظریۂ مرکزیت

تمام علوم خواہ وہ علوم قدیمہ ہوں یا علومِ جدیدہ، ان کا مقصد دین کا فہم حاصل کرنا ہو۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک تمام علوم کی تعلیم اسی غرض سے ہونی چاہیئے قرآن و حدیث، فقہ و تفسیر سے دین فہمی کا مفہوم تو ظاہر ہے۔ اسی طرح طبیعات اور ارضیات سے پانی اور مٹی کی ماہیت و کیفیت اور احوال معلوم کئے جائیں تاکہ بدن، لباس، جائے سجدہ کی طہارت کے مسائل فقہیہ معلوم ہو سکیں۔ علمِ ریاضی سے فرائض و میراث اور پانی کی قلت و کثرت کے مسائل کا استخراج ہو سکے۔ علم توقیت کو نماز، روزہ، حج وغیرہ کے اوقات متعین کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ علم مناظر و مرایا سے رویت ہلال اور علمِ کیمیا سے اشیاء کی قلب ماہیت وغیرہ کی پہچان کی جائے۔

Marfat.com

نظریہ مرکزیت کو سمجھنے کے لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تصانیف وتالیفات کی ایک ایک سطر شاہد عادل ہے۔ ہم صرف چند اقتباسات پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ واشتغالی بالھیأۃ والھندسۃ والزیج واللوغارثمات وفنون الریاضی لیس لیکون فیہ ارتیاضی بل انما التوجہ ترویحا للقلب علی جھۃ التفکہ نعم ربما اقصدھا لعلم التاقیت وتحدید الاوقات نفعا للمسلمین فی الصوم والصلوات[۱]

ترجمہ:۔ علم ہیأت، ہندسہ، زیج، لوگارثمات اور فنون ریاضی میں میری مشغولیت حصولِ مہارت کے لئے نہیں ہوتی۔ بلکہ محض تفریح طبع کے طور پر ہوا کرتی ہے۔ ہاں بعض دفعہ روزہ اور نماز کے اوقات کی تحدید کے لئے اور مسلمانوں کے فائدہ کی خاطر نظام الاوقات مرتب کرنے کے لئے فنونِ مذکورہ کی جانب بالقصد متوجہ ہوتا ہوں۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک وہ کون سا علم ہے، جس کو دین فہمی کے لئے خادم نہ بنایا جاسکتا ہو۔ خود فرماتے ہیں۔

"اسی طرح بہت سے اجزائے حکمت مثلاً ریاضی، ہندسہ وحساب، جبر ومقابلہ، ارثماطیقی، سیاحت ومرایا ومناظر وجرثقیل وعلم مثلث کروی ومثلث مسطح وسیاست مدن وتدبیر منزل ومکائد حروب وفراست وطب وتشریح وبیطرہ وبیزرہ وعلم زیجات واسطرلاب وآلاتِ رصدیہ ومواقیت ومعادن ونباتات وحیوانات وکائنات الجو وجغرافیہ وغیرہ بھی شریعتِ مطہرہ سے مضادت نہیں رکھتے۔ بلکہ ان میں بعض بلاواسطہ اور بالواسطہ امور دینیہ میں نافع ومعین اور بعض دیگر دنیا میں بکار آمد ہیں۔ اگرچہ مقاصد اصلیہ کے سوا حاجت سے زیادہ کسی شے میں توغل فضول وبے ہودگی ہے۔

ومن حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ

خصوصاً علم طب کا مفید ومحمود ومحتاج الیہ ہونا تو ظاہر، یونہی فرائض کے لئے ضروری حساب اور ہمیں معرفتِ صحیحہ اوقاتِ طلوعِ فجر کاذب وصادق وشمس وضحوۂ کبریٰ واستوا

---

[۱] الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ۔ مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم، ناشر مکتبہ حامدیہ، لاہور بار اول ۷۶ ۱۹ء

Marfat.com

وظلِ ثانی، غایۃ الارتفاع ومثلِ اول وثانی وغروبِ شمس وشفقِ احمر وابیض کہ نماز وسحری و انطار وغیرہ امورِ دینیہ ومسائلِ شرعیہ میں ان کی سخت حاجتِ عامہ کو بروجہ تحقیق بقدرِ قدرتِ بشری بے علم زیجات یا آلاتِ رصدیہ ناممکن ہے۔ ان کی ناواقفی سے بہت سے لوگ غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں۔" ۴۲

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی وضاحت وصراحت کی موجودگی میں کون سا علم ہے جس سے خدمتِ دین نہیں لی جاسکتی۔ یا انسان کی حاجاتِ اصلیہ حقیقیہ میں مفید نہیں۔ نہ معلوم کہ علوم کی دینی ودینوی خانوں میں تقسیم کب ہوئی؟ ہاں اس کا ایک نتیجہ ضرور نکلا کہ وہ علوم جن کی تعلیم میں دین فہمی کی خدمت نہ لی جائے۔ وہ یقیناً اس قابل ہیں کہ ان کی تعلیم سے منع کیا جائے۔ وہ علوم باعثِ تضیعِ اوقات ہیں۔ مسلمان جب تک علوم کو ان اغراضِ صحیحہ کے لئے حاصل کرتے رہے۔ دنیا و آخرت میں سرخرو رہے اور جب مسلمانوں نے اپنی تعلیم میں ان اغراضِ صحیحہ اور مقاصدِ حقیقیہ کو خارج کر دیا ہے۔ تب سے پستی میں ہیں۔ اگرچہ جملہ علوم وفنون کی تعلیم عام ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک مسلمانوں کا احترام اور وقار تعلیم میں ان اغراضِ صحیحہ کو نصب العین بنانے کی بنا پر تھا۔ علمِ دین کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے آپ لکھتے ہیں۔

"سب سے زیادہ، سب کی جان، سب کی اصل اعظم وہ دینِ متین تھا جس کی رسّی مضبوط تھامنے نے اگلوں کو ان مدارجِ عالیہ پر پہنچایا۔ چار دانگ عالم میں ان کی ہیبت کا سکہ بٹھایا، نانِ شبینہ کے محتاجوں کو بلند تاجوں کا مالک بنایا اور اسی کے چھوڑنے نے پچھلوں کو یوں چاہِ ذلت میں گرایا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔" ۴۳

دینی اور دنیوی تعلیم کی تقسیم کی موجودگی میں یہ تصور کتنا عجیب اور بعید معلوم ہوتا ہے۔ (اگرچہ ہے حقیقت)، کہ دنیوی علوم کی تحصیل اگر حسنِ نیت کے ساتھ اور مقاصدِ صحیحہ کے لئے کرو گے وہی تعلیم

---

۴۲ فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ مطبوعہ بیسلپور ضلع پیلی بھیت (انڈیا) ص ۸۱ - ۸۳

۴۳ مکتوب امام احمد رضا بنام الحاج لعل خان، کلکتہ۔ محررہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ مندرجہ حیاتِ صدر الافاضل از مولانا سید غلام معین الدین نعیمی مطبوعہ لاہور (بار دوم) ص ۱۵۹

Marfat.com

دینی بن جائے گی۔ حسنِ نیت سے بے شمار احکام بدل جاتے ہیں۔ اچھا بھلا کام نیت بدلنے سے نامسعود بن جاتا ہے۔ لِکُلِّ امْرِئٍ مَا نَوٰی اور انما الاعمال بِالنّیات احادیث کا شان ورود یہی سبق دیتا ہے۔

اب ذرا دوسرے پہلو سے دیکھیں۔ عامۃ الناس کے ذہن کی سطح پر اتر کر امام احمد رضا قدس سرہٗ نے مسلمانوں کی ترقی کے لئے ہدایت فرمائی۔ ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء کو تدبیر فلاح و نجات و اصلاح کتاب میں چار نکاتی پروگرام پیش کیا جس میں مسلمانوں کو ہدایت کی۔

"علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔" ؎۴

۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۹ھ / ۲۰ جنوری ۱۹۲۱ء امام احمد رضا قدس سرہٗ کے وصال سے چند ماہ پیشتر مسجد بی بی جی، بریلی میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ شدید علالت و نقاہت کے باعث خود امام احمد رضا قدس سرہٗ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ لیکن آپ نے ایک پیغام بھیجا جو وہاں جلسہ میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس میں بھی آپ نے اصلاح احوال کی انہی تجاویز کا اعادہ فرما کر زور دیا جو تدبیر فلاح و نجات و اصلاح میں آپ نے اس سے پہلے بیان کی تھیں۔ ملاحظہ ہو۔

"آٹھ برس ہوئے جب اس جنگ کا نام و گمان بھی نہ تھا۔ فقیر نے فلاحِ مسلمین کے لئے چار تدبیریں شائع کی تھیں۔ امید ہے کہ ان پر غور فرما کر ان کے اجرا میں سعی کریں گے۔" وباللہ التوفیق والسلام" ؎۵

امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک تمام اصناف علوم کی تعلیم کا مقصود و مدعا دین فہمی، اور اللہ جل وعلا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے راستہ پر چلنا ہے۔ تعلیم اگر خدا رسی اور رسول شناسی میں

؎۴ ا۔ اخبار دبدبہ سکندری، رامپور جلد ۴۹، نمبر ۱۷، ۱۳۳۱ھ۔

ب۔ ماہنامہ السواد الاعظم، مراد آباد جلد ۲، نمبر ۱۔ ۱۳۳۹ھ۔

ج۔ حیات صدر الافاضل از مولانا سید غلام معین الدین۔ مطبوعہ لاہور ص ۱۵۵

؎۵۔ دوامغ الحمیر، مطبوعہ بریلی (بار اول ۱۳۴۰ھ) ص ۲۷

نوٹ:۔ تدبیر فلاح و نجات و اصلاح کی چاروں تجاویز کی بنا پر پروفیسر محمد رفیع اللہ صدیقی نے ایک تحقیقی مقالہ "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" لکھا جس میں پروفیسر موصوف نے جدید معاشیات کے میدان میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اولیت و اولویت ثابت کی ہے۔ فقیر قادری عفی عنہ

Marfat.com

معاون نہیں تو بے کار محض اور تضیع اوقات ہے۔

ہمارے جامعات اور کلیات کے نصاب میں یہ کتنی زبردست کمی اور خامی ہے۔ غیروں کی تقلید میں ہم نے علوم جدیدہ کی تعلیم کا انتظام تو کر دیا ہے مگر ان کی تعلیم میں سرے سے اللہ فاعل و مختار کا ذکر ہی غائب کر دیا گیا ہے۔ اس طرح تعلیم دی جا رہی ہے کہ طالب علم یہی سمجھ بیٹھتا ہے کہ فلاں فلاں اشیاء سے فلاں مرکب بنتا ہے۔ فلاں شے کی اگر تحلیل کی جائے تو یہ اجزاء ملیں گے۔ "THERE IS A NATURE"

کے تصور نے ہماری تعلیم سے خدا کا تصور غائب کر دیا ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ ان سائنسی علوم کی تحصیل کے بعد نوجوان خدا سے بے گانہ اور دین سے بے بہرہ رہتا ہے۔ اس کی کاوش صرف ماہیت اشیاء معلوم کرنے تک رہتی ہے۔ خالق ماہیت سے وہ عاری رہتا ہے۔

علوم، جدیدہ ہوں یا قدیمہ، بس اگر نیچر کی جگہ اللہ جل مجدہ کا اضافہ کر دیا جائے تو طلبہ کے فکر و نظر میں حیرت انگیز انقلاب آ سکتا ہے۔

۲۔ نظریۂ افادیت

علوم اپنے انواع و اقسام کی کثرت کے باعث اس قدر کثیر ہیں کہ عام آدمی جس کی زندگی قلیل ہے۔ تمام علوم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضروری ہے وہ مفید علوم کی تحصیل کرے۔ اگر وقت ساتھ دے تو دوسرے علوم واقفیت کی غرض سے پڑھ سکتا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے نزدیک نصاب میں وہ علوم شامل کئے جائیں جو دین و دنیا میں "مفید" ہوں۔ دین فہمی میں معین و معاون ہوں۔ ان کے نزدیک معیارِ افادیت یہی ہے۔

حضور نبی اکرم معلم اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

نعوذ باللہ من علم لا ینفع — رواہ ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ

ترجمہ: میں ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے نزدیک وہ علوم جو صرف دنیوی مقاصد میں مفید ہوں، ان کی تعلیم بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ غیر شرعی تصورات سے منزہ ہوں

Marfat.com

"فقیر غفراللہ تعالیٰ قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنی پر قائم کر سکتا ہے کہ مصداقِ فضائل (علم) صرف علوم دینیہ ہیں وبس۔ ان کے سوا کوئی علم، شرع کے نزدیک علم، نہ آیات و احادیث میں مراد — اگرچہ عرف ناس میں یا باعتبار لغت اسے علم کہا کریں ہاں آلات و وسائل کے لئے حکم مقصود کا ہوتا ہے۔ مگر اسی وقت تک کہ وہ بقدر توسّل و بقصدِ توسّل سیکھے جائیں۔ اس طور پر وہ بھی موردِ فضائل ہیں، جیسے نماز کے لئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہیں۔ جب تک نماز کا انتظار کریں۔ نہ یہ کہ انہیں مقصود قرار دے لیں اور ان کے توغل میں عمر گزار دیں۔ نحوی، لغوی، ادیب، منطقی کہ انہیں علوم کا ہو رہے اور مقصدِ اصلی سے کام نہ رکھے، زنہار عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انہیں نام و مقام علم حاصل ہوتا جب وہ نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ ان خوبیوں کے مصداق تھے۔ "نہ قیامت تک ہوں گے" ہاں اسے کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے۔ جیسے آہنگر و نجار اور فلسفی کے لئے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار، بڑھئی کو ان کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام و مضرِ اسلام ہے۔ اس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل، جاہل اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" ہیہات ہیہات" اسے علم سے کیا مناسبت۔ علم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ ہے۔ نہ وہ جو کفارِ یونان کا پس خوردہ ....

اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار وجود آسمان و تکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات و امور مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں۔ وہ بھی مثل نجوم حرام و ملوم اور ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہا داخل فضولیات ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ علم تین ہیں۔ قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے۔ (گویا اجماع و قیاس کی طرف اشارہ ہے) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول اخرج ابوداؤد وابن ماجہ والحاکم عن عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوا ذلک فھو فضل

Marfat.com

اشعہ میں ہے ....

فضلہ باشد فضلہ می خواں اے فضول
ہر چہ قال اللہ نے قال الرسول

ے کل العلوم سوی القرآن مشغلۃ + الا الحدیث و الفقہ فی الدین[۳]

(ب) منطق، فلسفہ اور دیگر علوم قدیمہ کی تعلیم کے جواز و عدم جواز کی بحث کے دوران امام احمد رضا قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

"نفس منطق کہ ایک علم آلی و خادم علم اعلی الاعالی ہے۔ اس کے اصل مسائل یعنی مباحث خمس و قول شارح و تقاسیم قضایا و تناقض و عکوس و صناعات خمس کے تعلم میں اصلاً کوئی حرج شرعی نہیں نہ یہ مسائل شرع مطہر سے کچھ مخالفت رکھیں۔ بیان کرنے والے دائمہ کی مثال میں کُلِ شیئٍ معلوم اللہ تعالیٰ دائماً کی جگہ کل فلک متحرک دائماً لکھیں تو یہ ان کی تقصیر ہے۔ منطق کا قصور نہیں، ائمہ مؤیدین بنور اللہ المبین اپنی سلامت فطرت عالیہ کے باعث اس کی عبارات و اصطلاحات سے مستغنی تھے۔ تو ان کے "غیر" بے شک ان قواعد کی حاجت رکھتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو صرف و نحو و معانی و بیان و غیرہا علوم کی احتیاج نہ تھی کہ یہ ان کے اصل سلیقہ میں مرتکز تھے۔ اس سے ان کے غیر کا افتقار منتفی نہیں ہوتا۔ لہٰذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہٗ العالی نے فرمایا من لم یعرف المنطق فلا ثقۃ لہ فی العلوم اصلا[۴] بہت ائمہ کرام نے اس سے اشتغال رکھا بلکہ اس میں تصانیف فرمائیں۔ بلکہ اسفار دینیہ مثل کتب اصول فقہ و اصول دین کا مقدمہ بنایا۔ رد المحتار میں ہے۔

اما منطق الاسلامیین الذی مقدماتہ قواعد اسلامیۃ فلا وجہ للقول بحرمتہ بل سماہ الغزالی معیار العلوم

۳ے فتاوی رضویہ، مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہٗ، جلد دہم۔ مطبوعہ بیسل پور (بھارت) ص ۱۶-۱۷

نوٹ:۔ ترجمہ شعر شیخ عبدالحق محدث دہلوی: قال اللہ و قال الرسول کے علاوہ جو کچھ ہے وہ سب فضلہ ہے اے فضولی تو فضول علم پڑھ رہا ہے؛

ترجمہ شعر امام شافعی: قرآن، حدیث اور فقہ فی الدین کے سوا تمام علوم ایک بے کار مشغلہ ہیں۔

۴ے ترجمہ:۔ جو منطق نہیں جانتا اسے علوم میں پختگی حاصل نہیں ہوتی۔

Marfat.com

وقد الف فيه علماء الاسلام ومنهم المحقق ابن الهمام فانه اتى منه ببيان معظم مطالبه فى مقدمة كتابه التحرير الاصولى[۵]

ہاں علم آلی سے بقدر آلیت اشتغال چاہیئے۔ اس میں منہمک ہو جانے والا سفیہ جاہل اور مقاصد اصلیہ سے محروم و غافل ہے۔"[۶]

ج ؛- بعض علماء نے منطق فلسفہ وغیرہ علوم عقلیہ کی تعلیم سے منع فرمایا، خود امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی بعض مقامات پہ اس کی تصریح کی ہے۔ آپ کی درج ذیل عبارت "فلسفہ تو حرام و مضر اسلام ہے۔ اس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل، جاہل اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے۔"[۷]

گزشتہ مباحث میں گزر چکی ہے۔ بادی النظر میں اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بعض علوم کی تعلیم ناروا ہے۔ حالانکہ بعض عبارات ائمہ کرام اور خود امام احمد رضا قدس سرہ سے یہ روشن ہے کہ فلسفہ و منطق کی تعلیم نہ صرف جائز ہے۔ بلکہ یہ علوم بقیہ علوم کے لئے بمنزلہ معیار العلوم ہیں۔ اس عقدہ کو امام احمد رضا قدس سرہ نے نفیس بحث کے بعد حل کیا ہے۔ مولوی کریم رضا نے گنج گیا (انڈیا) سے ۳۰ شوال ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۲ء کو دو سوالات پر مشتمل ایک استفتاء امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا، استفتاء کے سوالات کا خلاصہ یہ ہے۔

---

[۵] ترجمہ:- مسلمانوں کی منطق کہ جس کے مقدمات قواعد شرعیہ ہیں۔ اس کی حرمت کے قول کا کوئی جواز نہیں۔ بلکہ امام غزالی نے اسے معیار العلوم کہا ہے۔ علماء اسلام نے اس فن میں تصانیف کی ہیں۔ انہی میں سے محقق ابن ہمام ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب التحریر الاصولی کے مقدمہ میں اس فن کے عظیم مباحث کو بیان کیا ہے۔

[۶] فتاوی رضویہ جلد دہم، مطبوعہ بیسلپور ضلع پیلی بھیت (بھارت) ص ۸۱۔

[۷] فتاوی رضویہ جلد دہم۔ ص ۱۷۔

[۸] مولوی ابو الحسنات ندوی سابق رفیق دار المصنفین نے درس نظامی کی خوبیوں کو یوں بیان کیا ہے۔

"اس نصاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ طالب علموں میں امعان نظر اور قوت مطالعہ پیدا کرنے کا اس میں بہت لحاظ رکھا گیا ہے اور جس کسی نے تحقیق سے پڑھا ہو تو گو اس کو معاً بعد ختم تعلیم کسی مخصوص

باقی صفحہ ۶۳ پر

Marfat.com

۱۔ حضرت ملّاں نظام الدّین رحمۃ اللہ علیہ نے جو نصاب مقرر کیا تھا۔ (جسے آج تک درس نظامی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) اس میں دینی علوم کے علاوہ علوم عقلی مثل فلسفہ ومنطق وحکمت وریاضی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ زید ان علوم عقلیہ کی تعلیم سے منع کرتا ہے۔ زید کا ایسا کرنا، کہنا ازروئے شرع کیسا ہے؟

۲۔ زید نے اپنے شاگرد عمرو سے بوقت درس حدیث عہد لیا تھا کہ تم کبھی فن معقول نہ پڑھانا۔ طلبا میں مہارت وثقاہت پیدا کرنے کے لئے عمرو اب اپنے شاگردوں کو معقولات کی تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں۔؟

استفتاء کے پہلے حصہ کے جواب کا ایک حصہ مرکزیت کے عنوان میں آپ نے ملاحظہ فرمایا خلاصہ بحث اول میں جو کچھ فرمایا وہ حفظ کے قابل ہے، فرماتے ہیں۔

"غور کیجئے کتنا تفاوت احکام ہو گیا اور تعلیقات میں تو ہزارہا صورتیں نکلیں گی جن کا حکم بے ان علوم کے ہرگز نہ کھلے گا اور فقیہ کو ان کی طرف رجوع سے چارہ نہ ملے گا۔ کما لا یخفی علی من لہ ادنی حظ منہا تو متعلقہ علوم عقلیہ کے تعلیم و تعلم کو ناجائز بتانا یہاں تک کہ بعض مسائل صحیحہ مفیدہ عقلیہ پر اشتغال کے باعث توضیح و تلویح جیسی کتب جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ وسفاہت بعیدہ ہے ہاں اکثر طبعیات وعامہ الٰہیات فلاسفہ مخذولین صدہا کفر صریح وشرک جلی پر مشتمل مثلاً زمان و حرکت وافلاک وہیولی وصورت جرمیہ ونوعیہ واسطقسات، انواع موالید ونفوس کا قدم اور خالقیت عقول مفارقہ وانکار فاعل مختار وعلم جزئیات وحشر اجساد وجنت ونار واحاطہ خرق افلاک واعادۂ معدوم وعلم النجوم واحکام زائچہ عالم وزائچہ موالید وتسییرات وفردارات سیمیا وغیرہا یہ تو درس میں داخل نہیں، طبعیات والٰہیات پڑھائے جاتے ہیں۔

فن میں کمال حاصل نہیں ہو جاتا۔ لیکن یہ صلاحیت ضرور پیدا ہو جاتی ہے کہ آئندہ محض اپنی محنت سے جس فن میں چاہے اچھی طرح کمال پیدا کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرز تعلیم کا نتیجہ ملّاں کمال الدین، بحر العلوم اور حمد اللہ جیسے علماء جید تھے۔" ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں از ابوالحسنات ندوی مطبع معارف دار المصنفین اعظم گڑھ۔ ص ۱۰۳۔

Marfat.com

فاقول وباللہ التوفیق انصافاً ان کی تعلیم وتعلم زہر مہلک ونار محرق ہے۔ مگر بچند شرائط اولاً انہماک فلسفیات وتوغل مزخرفات نے معلم کے نور قلب کو منطفی اور سلامت عقلی کو منتفی نہ کر دیا ہو کہ ایسے شخص پر خود ان علوم ملعونہ سے یک لخت دامن کشی فرض اور اس کی تعلیم سے ضر راشد کی توقع۔ ثانیاً وہ عقائد حقہ اسلامیہ سنیہ سے بروجہ کمال واقف وماہر اور اثباتِ حق وازہاق باطل پر بعونہ تعالیٰ قادر ہو، ورنہ قلوب طلبہ کا تحفظ نہ کر سکے گا۔ ثالثاً وہ اپنی اس قدرت کو بہ التزام تام ہر سبق کے ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہو۔ ہر گز کسی مسئلہ باطلہ پر آگے نہ چلنے دے، جب تک اس کا بطلان متعلم کے ذہن نشین نہ کر دے۔ غرض اس کی تعلیم کا رنگ وہ ہو جو حضرت بحر العلوم قدس سرہ الشریف کی تصانیف شریفہ کا۔ رابعاً متعلم کو قبل تعلیم خوب جانچ لے پورا سنّی صحیح العقیدہ ہے اور اس کے قلب میں فلسفہ ملعونہ کی عظمت ووقعت متمکن نہیں۔ خامساً اس کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے۔ بعض طبائع خواہی نخواہی زیغ کی طرف جاتے ہیں۔ حق بات ان کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پیر جاتی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا۔ بالجملہ گمراہ خیال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے۔

سادساً معلم ومتعلم کی نیت صالحہ ہو نہ اغراض فاسدہ

سابعاً تنہا اسی پر قانع نہ ہو۔ بلکہ دینیات کے ساتھ ان کا سبق ہو کہ اس کی ظلمت اُس کے نور سے منجلی ہوتی رہے۔

ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہ تعالیٰ تشحیذ اذہان ہوگی۔ ضلالات فلسفہ کے رد پر قدرت ملے گی۔ بہت بد مذہب کہ مناظرات میں کفارِ فلاسفہ کا دامن پکڑتے ہیں۔ ان کی دندان شکنی ہو سکے گی۔ انہیں اغراض سے درسِ نظامی میں یہ کتب رکھی گئی تھیں کہ اب شدہ شدہ از کجا نوبت بپہنچی۔ یہاں تک کہ بہت حمقاء کے نزدیک یہی جہالات باطلہ علوم مقصودہ قرار پاگئیں۔"[۹]

---

۹ فتاویٰ رضویہ جلد دہم - ص ۸۲ — ۸۳

Marfat.com

ان کلمات سے امام احمد رضا قدس سرہٗ کا علوم عقلیہ کی تعلیم کا نظریہ کھل کر سامنے آگیا بلکہ اگر مندرجہ بالا شرائط کی پابندی کی جائے تو دنیا کے تمام علوم کی تعلیم امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک جائز ہے۔ ذرا ماضی کی طرف جھانکئے۔ برصغیر پر غیر ملکی تسلط سے اسلامی و دینی تعلیم میں کس قدر انحطاط آگیا تھا۔ غیر ملکی صاحبان اقتدار نے اپنے اغراض فاسدہ کی خاطر انگریزی زبان کی تعلیم اس لئے رائج کی کہ یہاں کے لوگ انگریزی تعلیم اپنا لیں۔ اس میں انہیں یہاں تک کامیابی ہوئی کہ آج غیر ملکی تسلط کے زوال کے باوجود مغربی تہذیب کو ہمارے نوجوانوں اور بوڑھوں نے سینے سے لگا رکھا ہے۔ اس ابتدائی دور میں دردمند حضرات نے پیش بندی کی خاطر انگریزی زبان کی تعلیم کی مخالفت کی۔ خود امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فرمایا۔

"انگریزی اور وہ بے سود و تضیع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین، دنیا میں بھی نہیں پڑتا۔ [۱۰] صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این و آں و مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو۔ وہ یہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا ۔۔۔" [۱۱] مگر آپ کے باوجود دیگر علوم و فنون اور ادب کی طرح انگریزی زبان کی تدریس و تعلیم کے مجوز و قائل ہیں۔ بلکہ اگر اسے اغراض دینیہ کے لئے تعلیم کیا جائے تو باعث ثواب بھی۔ مولانا کریم رضا کے استفتاء میں آپ نے جو شرائط پیش کیں۔ ان کی موجودگی میں انگریزی تو کیا ہر علم کی تعلیم و تدریس جائز ہے۔ مگر ہم خاص اس بارے میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

"ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دنیا کے لئے صرف زبان سیکھنے یا حساب، اقلیدس، جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اس میں مصروف ہو کر اپنے دین و علم سے غافل نہ ہو جائے۔ ورنہ جو چیز اپنا دین و علم بقدر

---

[۱۰] انگریزی تعلیم اس لئے حاصل کی جاتی تھی کہ دین نہ سہی دنیا میں کام آئے گی۔ لیکن واقعات نے ان خیالات کی تائید نہیں کی۔ فقیر قادری عفی عنہ

[۱۱] "المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ" مصنفہ امام احمد رضا مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور (بار اول) ص ۹۳۔

Marfat.com

فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے۔ اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں ان کا پڑھنا بھی روا نہیں۔" ؂۱۲

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ افادیت کی خاطر تمام علوم، خواہ قدیمہ ہوں یا جدیدہ، عقلی ہوں یا نقلی کی تعلیم امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک جائز ہے۔

بالفاظ دیگر امام احمد رضا قدس سرہٗ افادیت کی خاطر علوم و فنون کی تعلم و تدریس کے قائل ہیں۔ اگر تعلیم علوم میں نظریہ افادیت سے صرف نظر کرلی جائے۔ تو وہ تعلیم بے سود تضییع اوقات ہے۔

د۔ بعض بزرگ تو علوم جدیدہ بالخصوص انگریزی زبان کے پاس جانا تک روا نہیں رکھتے۔ اس کے برعکس امام احمد رضا قدس سرہٗ اگرچہ خود انگریزی زبان سے واقفیت تامہ تو نہیں رکھتے تھے۔ تاہم دین فہمی اور تبلیغ وارشاد کے لئے بوقت حاجت بقدر حاجت انگریزی زبان کا استعمال فرماتے۔

۱۹ مئی ۱۹۰۸ء کو رنگون سے ایک مستفتی محمد قادر غنی نے ایک استفتاء بزبان انگریزی آپ کی خدمت میں روانہ فرمایا۔ آپ نے اس کا جواب انگریزی میں لکھوایا اور ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کو روانہ فرمایا ؂۱۳

اس استفتاء اور فتویٰ کی نقل ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہٗ کی معرفت معارف رضا، مطبوعہ کراچی (۱۴۰۱ھ) میں شائع ہوچکی ہے۔

(ہ) فلسفہ قدیمہ کے بعض اوہام باطلہ کا رد فرماتے ہوئے منطقۃ البروج

OF THE EARTH اور OF THE SUN

؂۱۲ فتاویٰ رضویہ جلد دہم۔ ص ۹۹

؂۱۳ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جس طرز پر سوالی آتا اسی طرز پر جواب لکھتے۔ اردو استفتاء کا جواب اردو میں، فارسی کا فارسی میں، عربی کا عربی میں، انگریزی کا انگریزی میں، یہاں تک کہ نثر استفتاء کا جواب نثر میں اور نظم کا نظم میں، فتاویٰ رضویہ کے متعدد مقامات پر ایسی مثالیں موجود ہیں۔ فقیر قادری عفی عنہ۔

Marfat.com

کی انگریزی اصطلاحات بطور وضاحت استعمال فرمائیں۔ [۱۴]

(و) ارباب "ندوۃ العلماء" نے انگریز کی وفاداری کے اظہار کے لئے انگریزی علوم کے ساتھ جب انگریزی تہذیب کو اپنایا تو امام احمد رضا قدس سرہٗ نے بطور تنقید چند نظمیں لکھیں۔ جن میں انگریزی الفاظ کو بطور طنز استعمال فرمایا صمصام حسن کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

نیچر ہاں راست خدا در کمند · نیچر و قانون ورا پائے بند
سر نتواند کہ ز نجیر کشد · خط بخدائش سینیچر کشد
کیست سنیچر سی وایس آئی ست · گول بگول آمدہ نیچر پرست
چوں شدہ استارہ ہند آں دغل · نحس و بلند آمدہ ہمچوں زحل
عرش و فلک جن و ملک حشر تن · نار و جناں جملہ غلط کرد و ظن
کیست نبی پر دل پرجوش گو · وحی چہ باشد سخن جوش او
بر زدہ برہم ہمہ از اصل و فرع · دین نو آورد و نو آورد شرع
ریش حرام است و دُم فرق فرض · حج سوئے انگلنڈ بود قطع ارض
گفت بیا قوم شنو قوم من · ہیں سوئے اعزاز بدو قوم من
ذلت تاں دین مسلمانی ست · وائے بر آنکس کہ نہ نصرانی ست [۱۵]

مشرقستان اقدس میں امام احمد رضا نے جو نظم لکھی اس میں انگریزی الفاظ کا استعمال ملاحظہ ہو۔

ندویاں کیں جلوہ در اسپیچ و لکچر می کنند · چوں بہ سنت می رسند آں کار دیگر می کنند
گہ روافض را بہ سر بر تاج لطف اللہ نہند · گم لوادر را بہ تخت بر عالماں بر می کنند
بخت در خت تخت دیں بیں جلوہ با صدرش براں · پادری وسکاٹ با مسٹر براڈر می کنند
مفت مفتی یافت ایں عزت کہ اوراہم نشین · باا ماماں جج و جنٹ و کلکٹر می کنند

---

[۱۴] الکلمۃ الملھمۃ مصنفہ امام احمد رضا، ص ۹۵

[۱۵] المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ، مصنفہ امام احمد رضا، مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم، ص ۱۴۲ - ۱۴۳

Marfat.com

سازو نازِ عالماں بیں نظم بزم دیں بدیں ‏ ‏ مینرواسٹیج وٹکٹ ہال وکلب گھر می کنند
زیں سگالشہاچہ نالشہا کہ خود ایں سرکشاں ‏ ‏ داور دا دار را برٹش گورنر می کنند[16]

(ذ) افادیت کے اعتبار سے امام احمد رضا قدس سرہ کے نزدیک تعلیم و تعلم میں مذہبِ حق سے آگاہی، باقی علوم کی تعلیم سے مقدم ہے۔ ضروریات دین کی تعلیم کے بعد ہی دیگر علوم کی تعلیم شرائط مذکورہ کے ساتھ جائز ہے۔

۱۴ شعبان ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء کو سید حافظ وحید الدین نے موضع اٹنگہ چاندپور پرگنہ نواب پور گنج (انڈیا) سے ایک استفتاء بریلی پیش کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں ایک مدرسہ قدیم سے جاری ہے جس میں علمِ دین مثل حفظِ قرآن و ناظرہ و ضروریاتِ دین و دینوی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ایک فریق نے گورنمنٹ سے درخواست کر کے سرکاری مدرسہ جاری کروایا ہے۔ اس میں جس قسم کی تعلیم ہو گی ظاہر ہے۔ دونوں مدرسوں اور مدرسین کا کیا حکم ہے۔ اس استفتاء کے جواب میں جو کچھ امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا ملاحظہ کیجئے آپ کو نظریہ افادیت سمجھنے میں کوئی دشواری نہ رہے گی۔ آپ ہی کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"علمِ دین سیکھنا اس قدر کہ مذہبِ حق سے آگاہ ہو۔ وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو، تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت میں ہے۔ اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو۔ فرض عین ہے۔ جب تک یہ حاصل نہ کرے۔ جغرافیہ تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو اس کی سخت برائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا کما بیناہ فی الزکوٰۃ من فتاوٰنا نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وقت گنوانا۔ غرض یہ

---

[16] ایضاً۔ ص ۱۴۳ نوٹ :- ان نظموں کا انداز کتنے واضح انداز میں اس بہتان کی تردید کر رہا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔ مزید تفصیل کے ملاحظہ ہو۔ گناہ بے گناہی مصنفہ پروفیسر محمد مسعود احمد۔ مطبوعہ لاہور

Marfat.com

علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، ہندسہ، طبعیات، فلسفہ یا دیگر خرافات و وسوسہ پڑھانے میں مشغولی بلاشبہ متعلم و مدرس دونوں کے لئے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین، فقہ، حدیث، تفسیر عربی زبان اس کی صرف و نحو، معانی، بیان، لغت، ادب وغیرہا آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین یہی علوم علم دین ہیں اور انہی کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کارِ ثواب نہیں۔ ہاں جو شخص ضروریاتِ دین مذکورہ سے فراغ پاکر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہا وہ فنون پڑھے۔ جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں، تو ایک مباح کام ہوگا جب کہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے۔ ورنہ ؎

مبادا دِل آں فرومایہ شاد   کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد [۵۷]

امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعلیمات کے مطابق:

۱۔ سب سے پہلے علم دین بقدر کفایت کی تعلیم ضروری ہے۔

۲۔ اس کے بعد ایک جماعت تفصیلی طور پر علوم دینیہ مثل حدیث تفسیر فقہ وغیرہ کی تحصیل میں مشغول ہو۔

۳۔ بقیہ افرادِ امت کے لئے مباح ہے کہ وہ علوم جو دینوی امور میں کار آمد اور مفید ہوں، حاصل کریں ایسا کرنا ان کے لئے مباح ہے۔

۴۔ بغرض تحقیق و تردید فرق باطلہ واوہام باطلہ ان علوم کی تحصیل جائز ہے۔ جن کی تحصیل و تعلیم سے عموماً علماء روکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان شرائط کا لحاظ رکھا جائے۔ جن کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

(ح) ۔ آج کے اس مادر پدر آزاد ماحول میں رومانی غزلیات اور جذبات معاشقہ پر مشتمل کتب پڑھنا پڑھانا معیوب تصور نہیں کیا جاتا نتیجہ سامنے ہے کہ نوجوانوں حتیٰ کہ بوڑھوں کی

---

۵۷ فتاویٰ رضویہ جلد دھم ۔ ص ۱۰۷ ۔ ۱۰۸ ۔

Marfat.com

آنکھوں سے حیا غائب ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الحیا من الایمان ۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ ایمان کی حفاظت اور حیاء کی محافظت کی خاطر فضولیات و ہزلیات کی تعلیم و تعلم کے سخت مخالف ہیں، بچے کی ابتدائی تعلیم کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"ہرگز ہرگز بہارِ دانش، مینا بازار، مثنوی غنیمت وغیرہ کتب عشقیہ و غزلیات فسقیہ دیکھنے نہ دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے" ۱۸ھ

نظریہ افادیت سے آنکھیں بند کر کے ہمارے جامعات وکلیات نیز سکولوں کے نصاب میں ایسے علوم وفنون کی تعلیم دی جاتی ہے جو نہ دین میں کار آمد ہیں اور دنیا میں معین امام احمد رضا قدس سرہٗ کی تعلیمات کے مطابق اگر مضامین کی ترتیب رکھی جائے ابتدائی اور بنیادی ضروریات دینیہ کی تعلیم کے بعد ہی دیگر مضامین کی تعلیم دی جائے اور ان میں بھی مقصدیت کو پیش رکھا جائے۔ غیر مفید علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے تو ہمارے فارغ ہونے والے نوجوان مسلمان رہیں۔ ان کی عمر عزیز کا کوئی لمحہ غیر مفید علوم کی تحصیل میں ضائع نہ ہو اور قومی پیمانے پر ناقابلِ تلافی نقصان سے بچ جائیں۔

ع اے راہ رو پشت بمنزل ہشدار

Marfat.com

۳: نظریۂ حکمت

امام احمد رضا قدس سرہٗ کا علوم عقلیہ، سائنس، فلسفہ، منطق، نجوم، ہیئت وغیرہا کی تعلیم کے بارے میں نظریہ یہ ہے کہ ان علوم کو آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی کی روشنی میں پرکھا جائے نہ کہ آیات و احادیث کو سائنسی اصولوں اور فلسفہ و منطق وغیرہا کے ذہنی نظریات کی روشنی میں معیارِ حق و صداقت اللہ اور رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین ہیں۔

علوم عقلیہ میں نظریات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ ان علوم کے مشاہدات اور اصول کبھی ایک جگہ قائم نہیں رہتے۔ اگر قرآنی آیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو ان تبدیلی پذیر اصولوں کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جائے اور آیات و احادیث سے سائنسی مزعومہ اصولوں کی حقانیت ثابت کرنے کی روش اختیار کی جائے۔ تو لازم آئے گا کہ جب یہ مزعومہ اصول بدل جائیں، قرآنی آیات و احادیث کی تکذیب کی جائے ——— اور یہ محال ہے۔ لہٰذا معیار صداقت قرآن و حدیث ہے نہ کہ فلسفہ و منطق اور سائنس۔

سرسید احمد خاں نے تفسیر القرآن میں یہی خطرناک روش اختیار کی حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جو کچھ پایا قرآن و حدیث اور فضل الٰہی و کرم نبوی سے پایا۔ وہ قرآنی یقینیات پر سائنسی ظنیات کو فوقیت نہ دیتے تھے۔

یہ تو ابھی آپ نے سنا کہ سائنس سمیت تمام علوم عقلیہ ترقی پذیر ہیں اور ترقی پذیر شے مکمل نہیں ہوتی۔ قرآنی آیات و احادیث مکمل اور غیر متبدل ہیں۔ نامکمل کو تو مکمل کی روشنی میں جانچا جاسکتا ہے، مگر مکمل کو نامکمل پر پرکھنا جنون ہی ہوسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں علوم قدیمہ از قسم منطق و فلسفہ اور علوم جدیدہ مثلاً سائنس وغیرہا ایک ہی حکم رکھتے ہیں۔ وہ تمام علوم کی حقانیت و صداقت آیات و احادیث کے غیر متبدل اصولوں پہ پیش کرکے حق و باطل کی

Marfat.com

نشان دہی کرتے ہیں۔ ؎۱

علوم عقلیہ قدیمہ کے جو نظریات اسلامی اصولوں سے متصادم تھے۔ ان کے بارے میں جا بجا صاف صاف بیان کیا۔ ان کی تردید میں مستقل رسائل تصنیف فرمائے۔ ان رسائل میں سے یہ مشہور اور اہم ہیں۔

الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لوھاء فلسفۃ المشئمۃ

۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

فوزمبین در حرکت زمین ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان ۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء

معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

قرآن وحدیث سے متصادم نظریات فلسفہ وغیرہ کے رد میں جو کچھ آپ نے فرمایا اس کے چند اقتباسات حاضر ہیں۔

(ا) "ہم نے تنیس مقام ان (فلسفہ قدیمہ) کے رد میں لکھے۔ جن سے بعونہ تعالیٰ تمام فلسفہ قدیمہ کی نسبت روشن ہو گیا کہ فلسفہ جدیدہ کی طرح بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔" ؎۲

(ب) فلسفہ قدیمہ کے بعض غلط نظریات کے بطلان پر امام احمد رضا قدس سرہٗ کی علمی گرفت ملاحظہ ہو۔

"فلک پر خرق والتیام جائز ہے فلسفی اسے محال کہتا ہے اور اس کے فضلہ خوار نیچری وغیرھم اسی بناء پر معراج پاک کے منکر ہیں۔ ؎۳ طرفہ یہ کہ ایمان وکلمہ گوئی وتصدیق

؎۱ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "اعلیٰ حضرت نے کسی ایسے نظریہ کو کبھی صحیح و سلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم رہ سکے۔" مختصر حالات امام اہل سنت، مشمولہ احکام شریعت مطبوعہ کراچی۔ ص۔ ۴۔

؎۲ الکلمۃ الملہمۃ۔ مطبوعہ دہلی۔ ص ۵۔

؎۳ معراج جسمانی کا تازہ انکار کرنے والوں میں سر سید احمد خان اور ان کے متبعین ہیں۔

Marfat.com

قرآنِ عظیم و ایمانِ قیامت کے مدعی ہیں۔ قرآن و قیامت پر ایمان، استحالۂ خرق والتیام کے ساتھ کیوں کر جمع ہوا جس میں بکثرت نصوص قاطعہ ہیں کہ روزِ قیامت آسمان پارہ پارہ ہو جائیں گے۔

"وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ"۔ ؎۴

(ج) قدیم فلسفہ میں الٰہیات اور طبیعیات کی بعض بحثیں قرآن و حدیث سے سراسر متصادم تھیں۔ ان بحثوں کی تدریس و تعلیم اس وقت تک ناروا رہے گی جب تک ان میں حق و باطل کا امتیاز نہ کر دیا جائے۔ ضلع ہزارہ سے ایک استفتاء امام احمد رضا قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک عالم سید استاد کے ایک شاگرد نے علوم فلسفہ و منطق وغیرہ پڑھ کر استاد سے برتری کا دعویٰ کر دیا ہے جواب فتویٰ کی چند سطور آپ بھی ملاحظہ کریں۔

"......... حالانکہ ایں علوم فلاسفہ اعنی طبیعیات والٰہیات آنہا کہ مملو و مشحون است از ضلالات شنیعہ و بطالات فظیعہ تا آنکہ در روے انبارہاست از کفر و شرک و انکار ضروریاتِ دین و خروارہا از مضادّت قرآن و محادّت فرمان انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین۔ وقد فصلنا بعضها عنقريب في رسالة لنا سميناها مقامع الحديد على خد المنطق الجديد اقمنا فيها الطامة الكبرى على المتهورين من متفلسفي الزمان وبالله التوفيق وعليه التكلان قطعاً از علوم محرمہ است۔" ؎۵

؎۴ الكلمة الملهمة . ص ۴۷ ۔

؎۵ فتاویٰ رضویہ ۔ جلد دہم ۔ ص ۳۲ ۔

ترجمہ عبارت :۔ فلاسفہ کے یہ علوم یعنی طبیعیات اور الٰہیات کہ گمراہیوں اور باطل باتوں سے پُر ہیں۔ ان میں کفر و شرک اور ضروریاتِ دین کے انبار ہیں۔ قرآن اور فرمان انبیاء سے متصادم نظریات کا ڈھیر ہیں ہم نے ان میں بعض کا ذکر اپنے رسالہ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید میں کیا۔ اس میں ہم نے زمانہ زمانہ حال کے متفلسفین پر قیامت قائم کر دی ہے۔ قطعاً یہ علوم حرام ہیں۔

Marfat.com

ایسے علوم محرمہ جن میں اسلامی تعلیمات کے خلاف نظریات ہوں کی تعلیم کس طرح جائز ہوسکتی ہے۔

(د) اب ذرا سائنس کی طرف آیئے۔ جدید سائنس کی یلغار سے بہت سے لوگ متاثر ہو کر قرآنی حقیقتوں کا انکار کر بیٹھے۔ وجود آسمان، فرشتہ، جنت، دوزخ وغیرہا کا انکار ان کے نزدیک جائز ہی نہیں۔ بلکہ ضروری ٹھہرا [۶] مرعوبیت کے اس دور میں امام احمد رضا قدس سرہ کی آواز اور پکار یہ تھی کہ قرآن کو مضبوطی سے پکڑو اور سائنس کو مسلمان بنالو۔ انہی کے اپنے الفاظ سُنیئے۔

"قرآن عظیم کے وہی معنی لینے ہیں۔ جو صحابہ وتابعین ومفسرین معتمدین نے لئے۔ ان سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتا نصرانی سائنس میں ملے۔ مسلمانوں کو کیسے حلال ہوسکتا ہے۔؟ [۷]

(ھ) اسلامیہ کالج لاہور کے سابق پرنسپل مشہور ماہر ریاضی وسائنس پروفیسر مولوی حاکم علی نقشبندی علیہ الرحمتہ [۸] نے ۱۳۳۹ھ / ۱۹۱۹ء میں سائنسی علوم کے بعض نظریات کے متعلق ایک استفتاء امام احمد رضا قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا اور یہ التجا کی۔

"غریب نواز! کرم فرما! میرے ساتھ متفق ہوجاؤ تو پھر انشاء اللہ سائنس والوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔"

کسی غیر مسلم اور وہ بھی جدید تعلیم یافتہ کو مسلمان بنانے کا جذبہ کتنا قابلِ قدر ہے۔ اس

---

[۶] سرسید نے انگریزوں کی وفاداری میں ان اشیاء اور اس کے علاوہ اور بہت سی مسلمہ حقیقتوں کا انکار کر دیا۔ اپنی تفسیر میں ان کی نئی تاویلات کیں۔ تفصیل کے ملاحظہ ہو۔
حیات جاوید، مصنفہ الطاف حسین حالی مطبوعہ علی گڑھ۔

[۷] نزول آیات فرقان بسکون زمین وآسمان۔ مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہ۔ ص ۶۔

[۸] پروفیسر مولوی حاکم علی کے حالات زندگی اور خدمات پر پروفیسر محمد صدیق نے بڑی محنت سے حال ہی میں ایک کتاب مرتب کی ہے۔ اسے مکتبہ رضویہ لاہور نے ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے۔

Marfat.com

پر امام احمد رضا قدس سرہ کو فرطِ مسرت میں جدید سائنس کے نظریات پر مہر تصدیق ثبت کر دینا چاہیئے تھی مگر آپ کی نگاہ میں اس سے بلند تر مرتبہ تھا اور وہ تھا قرآنی حقائق کا غیر متبدل ثابت کرنا۔ موجودہ سائنسی نظریات کے مقابل آپ کی نگاہ میں قرآنی سائنس کی تعلیم ہی باعث فضیلت ہے۔ آپ نے مولوی حاکم علی کے جواب میں فرمایا۔

"........ اور بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دین دار وسنّی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم و مسئلہ اسلامی و اجماع امت گرامی کے خلاف کیوں کر کوئی دلیل قائم ہو سکتی ہے۔ اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اس کا رد نہ آئے۔ جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سچے۔ یہ ہے بحمد اللہ شان اسلام، محبّ فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے خلاف ہے۔ سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے۔ جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو۔ سائنس کا بطلان و اسکات ہو۔ یوں قابو میں آئے گی۔ [۹]

(و) بیسویں صدی کے اوائل میں برصغیر میں طاعون کا مہلک مرض اتنا عام ہوا کہ العیاذ باللہ اس دور میں بعض اطباء اور ڈاکٹروں نے غیر شرعی علاج اور تدابیر تجویز کیں اور ان کو عام کرنا چاہا۔ ان غیر شرعی تجاویز کے بارے میں علماء سے بھی رجوع کیا گیا۔ ایک استفتاء امام احمد رضا قدس سرہ کو پیش کیا گیا۔ اس استفتاء کے جواب میں آپ نے جو کچھ فرمایا اس سے قرآن و حدیث کے غیر متبدل اصولوں کی برتری موجودہ سائنسی نظریات پر واضح ہوتی ہے۔ جواب کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

"سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عینِ رحمت و خیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل

---

[۹] نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان، مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہ۔ ص ۲۵۔

Marfat.com

طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔

؏ ببیں از کہ بُریدی و باکہ پیوستی "[۱۰]

اطباء کی تجاویز اور علاج اگرچہ مفید نظر آرہا تھا۔ مگر جب کہ وہ نصوص شرعیہ کے مخالف تھا۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کو رد کر دیا۔ آپ کی تعلیم کا محور تو قرآن و حدیث ہے نہ کہ طب اور سائنس۔ یہ اسی حد تک قابلِ قبول ہیں جب کہ اسلام کے تابع ہوں۔ (ز) موجودہ صدی کی ابتداء سے ہی سائنسی ایجادات نے کثرت سے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا اور ایک عالم پر ان کا سکّہ بیٹھ گیا۔ لوگ قرآنی صداقت اور عظمت کو بھول رہے ہیں۔ بلکہ بعض "مصلحین" نے تو قرآن و حدیث کی وہ تشریح و توضیح کی جن کو نئے آقایانِ حکومت قبول کرلیں۔ اس پُرفتن دور میں بھی امام احمد رضا قدس سرہ قرآن و حدیث کی صداقت اور عظمت کا علم بلند کئے رہے۔ اس موضوع پر آپ نے متعدد کتابیں لکھیں۔ چند ایک یہ ہیں۔

نزول آیات فرقان بسکونِ زمین و آسمان ۱۳۳۹ھ

معینِ مبین بہر دورِ شمس و سکون زمین ۱۳۳۸ھ

الکلمة الملهمة فی الحکمة المحکمة لوهاء فلسفة المشئة ۱۳۳۹ھ

امام احمد رضا قدس سرہ کے سائنسی نظریات معلوم کرنے کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔[۱۱]

سائنس، تحقیق، تلاش اور ایجاد، دین و دل کی تقویت کے لئے ہوں تو ایمان افروز ہوتی ہیں۔ ورنہ یہی امور آدمیت سوز اور شیطانی کام بن جاتے ہیں۔ آج کی مغربی دنیا اس کی لپیٹ میں آگئی ہے۔ سائنس اور ایجادات جب مسلمانوں کے پاس تھیں یعنی اسلام کے تابع تھیں۔ گرہ کشا اور رہنما تھیں۔ جب یہ علوم اسلام سے ہٹ کر مغرب کی بے دین درسگاہوں میں پہنچے تو ان کا مقصد ہی بدل گیا۔

---

[۱۰] تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون، مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہ۔ مطبوعہ لاہور ص ۱۴۔

[۱۱] الکلمة الملهمة مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہ۔ ص ۶۔

Marfat.com

نظری علوم کے بارے میں امام موصوف کے نظریہ کو مختصر طور پہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ قرآن وحدیث کی حقیقتیں غیر متبدل ہیں اور سائنس ابھی مسافر ہے۔ جو منزل پہ ابھی نہیں پہنچی اور انسانی عقل بغیر اسلام کی رہنمائی کے منزل پہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ نیز یہ کہ قرآنی علوم اور سائنسی نظریات میں اختلاف یا تضاد کی صورت میں قرآنی اصول کو اپنا معیار سمجھنا فرض ہے۔ علوم نظریہ سے اگر کوئی کام لیا جاسکتا ہے تو خدمتِ دینِ مبین اور خدمتِ مخلوق خدا ـــــ

Marfat.com

۴ : نظریۂ عظمت

عظمت سے میری مراد حضور انور اعلیٰ واکمل سرور و سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ اقدس واطہر کی عظمت وعزت کا بیان ہے۔ بادی النظر میں یہ عنوان ایک معمولی نوعیت کا حامل ہے۔ مگر درحقیقت مسلمان کی زندگی اور اس کا ایمان اس کے بغیر نامکمل ہے۔ روکھی پھیکی زندگی بے حقیقت ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک تمام تعلیمات کا مقصد ومنتہا بارگاہِ مصطفیٰ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واکمل السلام میں نیازمندانہ حاضری ہے۔ تمام علوم کی غرض وغایت گنبدِ خضراء کے مکین کے حضور عقیدت ومحبت سے وابستگی ہے عام ازیں یہ حاضری جسمانی ہو یا روحانی —— صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر علمائے امت نے اپنے اپنے انداز میں بارگاہِ رسالت میں نذرانے پیش کئے۔ ایمان کی حقیقت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی زبان سے سنیئے۔

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں [1]

آپ تمام علوم کی علمی توانائیں مدحتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے وقف کر دینا متاعِ حیات یقین فرماتے ہیں۔

من لم یرخفسہ فی ملکہ لم یجد حلاوۃ الایمان [2]

آپ کی تعلیم کا منتہا تھا۔ اس غرض کو آپ کی تمام تصنیفات میں جابجا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ نظم ونثر میں جدتِ طبع کے باعث بعد والوں کے لئے نئی راہیں متعین کیں۔ نثر

---

[1] حدائق بخشش مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہٗ حصہ اوّل۔

[2] ترجمہ:۔ جو شخص اپنی جان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں گم نہ کردے، وہ ایمان کی حلاوت سے محروم رہتا ہے۔

Marfat.com

ہیں صرف دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(الف) ہر مصنف اور مؤلف اپنی تصنیف و تالیف کی ابتداء خطبہ سے کرتا ہے۔ اس میں حمدِ الٰہی، نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور کتاب کی غرض و غائیت بیان کرتا ہے۔ نیز یہ کہ اس کتاب میں درج ہونے والے مضامین کے مآخذ بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ کو ترتیب دیا۔ اگرچہ یہ کتاب عام فقہ کی کتابوں کی ترتیب پر ہے یعنی عبادات، معاملات اور اخلاق وغیرہ۔ مگر خطبہ میں ایسا جدید انداز اختیار کیا کہ کتاب کی غرض و غایت اور معتقدین متاخرین فقہائے فتاویٰ و متون و شرح کے نام نعت شریف کا انداز اختیار کر گئے۔ نوّے مستند و معتمد کتب فقہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفات جلیلہ کا مظہر بن گئیں[۳]۔

(ب) سلاسل طریقت میں یہ دستور رائج ہے کہ وہ اپنے پیرانِ عظام کے اسماء گرامی بطور شجرہ پڑھتے ہیں اور اس کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے اردو اور فارسی میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے شجرہ کو منظوم کیا ہے۔ عربی نثر کے شجرہ میں مشائخ کرام کے اسماء کا ذکر اس انداز میں فرمایا کہ وہ اسماء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفات بن گئے۔[۴]

---

[۳] تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد اول کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

[۴] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

(الف) کشکول فقیر قادری از افادات امام احمد رضا قدس سرہ، مطبوعہ بریلی۔

(ب) ماہنامہ المیزان، امام احمد رضا نمبر

اس شجرہ کا تاریخی نام زهر الصلاة من شجرة الائمة الهداة ۱۳۰۵ھ ہے۔ نوٹ:۔ اس عنوان کی مزید مثالیں حدائق بخشش (حصہ اول، دوم سوم) الملفوظ، مرتبہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا، مفتی اعظم بریلی، فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ، حجب العوار عن مخدوم بہار وغیرہ مصنفات امام احمد رضا قدس سرہ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

۵- نظریۂ حرمت

حرمت کا مفہوم یہ ہے کہ تعلیم اور متعلقات تعلیم سب کی عزت کی جائے۔ متعلقاتِ تعلیم میں استاد، کتاب، کاغذ، مکتب وغیرہ شامل ہیں۔ آج کی مروجہ تعلیم میں اُستاد کو صرف تنخواہ دار ملازم سمجھ لیا گیا ہے اور کتاب کو چند حروف کا مجموعہ تصوّر کر لیا گیا، حالانکہ کتاب علم ایسی نازک اور مقدس شئے کا ذریعہ ہے۔ کتاب اور استاد کا ادب ہماری درس گاہوں سے غائب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مدارس، کلیات اور جامعات میں استاد اور شاگرد کے درمیان امتیاز مِٹ چکا ہے۔ استاد کے احسانات علمیہ کو فراموش کر دینا ایک معمول ہے۔ اکثر اوقات استاد کی پگڑی شاگردوں کے ہاتھوں اچھلتی نظر آتی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ اس کا جواب امام احمد رضا قدس سرہٗ کے پاس یہ ہے کہ ہمارے نظریہ تعلیم ہی سے ان مقدس اور اعلیٰ اقدار کا فقدان ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ استاد کے احسانات کو مدِنظر رکھا جائے۔ کاغذ، کتاب، مکتب کی حرمت و عزت کا پاس رکھا جائے تو کبھی بھی یہ صورت پیش نہ آئے۔

(۱) ضلع ہزارہ سے ایک استفتاء پیش ہوا کہ ایک ناسپاس شاگرد نے اپنے اُستاد سے زیادہ علم حاصل کر کے اس کی تحقیر کی ہے۔ اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا اس سے استاد اور شاگرد کے تعلقات پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

" امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم می آرند کہ فرمود مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَقَدْ صَیَّرَنِیْ عَبْدًا اِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ ہر کہ مرا حرفے آموخت پس بہ تحقیق مرا بندہ خود ساخت اگر خواہد فروشد

Marfat.com

واگر خواہد آزاد کند" ۱؎

(ب) امام احمد رضا قدس سرہ کا مؤقف یہ ہے کہ استاد جس نے شاگرد کو ایک حرف بھی سکھایا آقا ہے اور شاگرد بمنزلہ غلام۔ اس میں یہ ضروری نہیں کہ اعلیٰ تعلیم دینے والا اعلیٰ اور ابتدائی تعلیم دینے والا کمتر۔ استاد بہرحال استاد ہے۔ خواہ کسی درجے کا ہو۔ اس کے احسانات کو فراموش کر دینا انسانیت کے منافی ہے۔ اس سے نہ صرف شاگرد کی اپنی قدر و قیمت گھٹ جائے گی بلکہ وہ فیضانِ علم سے محروم رہے گا۔ آج کے شاگرد کو یہ احساس ہی نہیں کہ وہ استاد کے احسانات کو (خواہ وہ کتنے ہی معمولی کیوں نہ ہوں) پسِ پشت ڈال کر کس خسارا میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس خسارے کی طرف امام احمد رضا قدس سرہ نے یوں اشارہ فرمایا۔

"ناسپاسی اوستاذ کہ بلائے است ہائل و داثیست قاتل و برکات علم را مزیل و مبطل، العیاذ باللہ" ۲؎

(ج) شاگرد کو استاد کے حقوق کی حفاظت کا سبق دیتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا۔

"علماء فرمودہ اند از حق اوستاذ بر شاگرد آنست کہ بر فراش او نہ نشیند اگرچہ اوستاد حاضر نہ باشد" ۳؎

۱؎ فتاویٰ رضویہ جلد دہم۔ ص ۲۰۔

ترجمہ:۔ حضرت امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف کی تعلیم دی، اس نے مجھے اپنا غلام بنا لیا اگر چاہے فروخت کرے اور اگر وہ چاہے تو مجھے آزاد کر دے۔

۲؎ فتاویٰ رضویہ جلد دہم۔ ص ۱۹۔

ترجمہ:۔ استاد کے احسان کو فراموش کر دینا ایک مصیبت ہے' ایک قاتل بیماری ہے اور علم کی برکات کو زائل اور باطل کرنے والی بیماری ہے۔ اللہ کی پناہ۔

۳؎ فتاویٰ رضویہ جلد دہم۔ ص ۲۱۔

ترجمہ:۔ علماء فرماتے ہیں کہ شاگرد پر استاد کا حق یہ ہے کہ اس کی نشست پر نہ بیٹھے۔ اگرچہ استاد حاضر نہ ہو اور نشست خالی ہو۔

Marfat.com

(د) اسی عنوان پر آپ نے اپنا نظریہ ان الفاظ میں بھی پیش کیا۔
"ہم چنیں فرمودندہ اند کہ تلمیذ را در رفتن وسخن گرفتن بر استاد تقدم وسبقت نمی رسید"[۴۷]

(ہ) تعلیم جدید نے ایک مرض اور بڑھا دیا۔ شاگرد کچھ پڑھ لکھ کر سمجھتا ہے کہ میں نے وہ کچھ حاصل کرلیا ہے کہ اب مزید علم کی گنجائش نہیں۔ اسی زعم میں رہ کر وہ مزید علم سے محروم رہتا ہے۔ جب بھی وہ کسی عالم کے پاس جاتا ہے۔ یہی ہمہ دانی کا زعم اسے مزید حاصل کرنے سے روکتا ہے۔ اس کے برعکس امام احمد رضا قدس سرہٗ کا نظریہ یہ ہے۔ کہ علم حاصل کرو، جہاں سے بھی تمہیں ملے اور اگر کسی عالم (خواہ تمہارے درجہ کا ہی کیوں نہ ہو۔) کے پاس جاؤ تو یہ سمجھ کر جاؤ کہ میں علم سے خالی ہوں۔ تب ہی جاکر اس کے علم سے فیض پاؤ گے۔ فرمایا:-

"لینے والے کو یہ چاہیئے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے۔ تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو اپنے تمام کمالات کو دروازہ ہی پر چھوڑے اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا سمجھے گا۔
ع اناۓ کہ پُر شد دگر چوں پُرد۔ بھرے برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جاسکتی[۴۸]

(و) جو شخص بھی علم سے متعلق ہو، خواہ شاگرد ہو یا استاد، اس سے تواضع اختیار کرنا چاہیئے۔ تواضع سے فیضان علم میں اضافہ ہوتا ہے اور شان بڑھتی ہے۔ تعظیم اور تواضع کو بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر حدیث نبوی کی روشنی میں اس نظریہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

"اپنے استاد بلکہ شاگردوں کے لئے بھی تواضع کا حدیث میں حکم ہے۔ تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تُعَلِّمُوْنَهٗ وَلَا تَكُوْنُوْا جَبَابِرَةَ الْعُلَمَاءِ۔ جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے تواضع کرو اور گردن کش عالم نہ بنو۔ رواہ الخطیب عن ابی

---

[۴۷] فتاویٰ رضویہ جلد دہم۔ ص ۲۱ ترجمہ اسی طرح علماء فرماتے ہیں کہ چلنے اور گفتگو کرنے میں شاگرد استاد سے پہلے قدم نہ رکھے۔

[۴۸] ملفوظات امام احمد رضا، مؤلفہ مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی جلد اول۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۹۳۔

Marfat.com

ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؛" ۶ے

(ز) ذریعۂ تعلیم کتاب اور حروف بھی معظّم ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے متعدد مقامات پر اس قسم کے بیان فرمائے جس سے کتاب، حروف بلکہ نفس کاغذ کی حرمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کے سامنے ایک استفتاء پیش ہوا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ استاد چارپائی یا کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے اور شاگرد نیچے فرش پہ یا چٹائی پر۔ بہر حال اس کی تختی، کتابیں کاغذ وغیرہ نیچے ہوتے ہیں۔ کیا اس سے کتاب و تختی کی بے حرمتی نہیں ہوتی۔ جواب میں آپ نے فرمایا۔

"ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابلِ ادب ہیں۔ اگرچہ جُدا جُدا لکھے ہوں۔ جیسے تختی یا وصلی پر خواہ ان میں کوئی بُرا نام لکھا ہو۔ جیسے فرعون ابوجہل وغیرہما، تاہم حروف کی تعظیم کی جائے۔ اگرچہ ان کافروں کا نام لائق اہانت و تذلیل ہے۔ .... اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اس کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں۔ .... تو کیوں کر ادب ہوگا کہ کتابیں نیچے رکھی ہوں اور آپ اوپر بیٹھیں کیا ایسے لوگوں کو بے ادبی کی شامت سے خوف نہیں۔ ...." ۷ے

اسی حقیقت کو کتنے زوردار الفاظ میں بیان فرمایا۔

"حروف خود مُعظّم ہیں۔ کما بیناہ فی فتاوٰنا" ۸ے

آج ہمارے تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط کی کمی صرف دنیائے تعلیم کا ہی ایک بہت بڑا المیہ نہیں ملک و قوم کے لئے ایک سنگین معاملہ بھی ہے اور اس رجحان کو اپنی رو میں بہنے دینے کا جو انداز فکر و عمل اختیار کر لیا گیا ہے وہ کسی اعتبار سے نہ قابلِ تعریف ہے اور نہ اسے قوم و ملک کے لئے خوش آئند رویہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

۶ے حجب العوار عن مخدوم بہار مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہٗ۔ مطبوعہ ۱۳ — ۱۴۔

۷ے فتاویٰ رضویہ جلد دہم۔ ص ۲۵۔

۸ے الکشف شافیا حکم فونو جرافیا مصنفہ امام احمد رضا قدس سرہٗ۔ مطبوعہ کان پور۔ ص ۵۲۔

Marfat.com

اس سائنس اور ترقی کے زمانہ میں ہر طرف آزادی ہے۔ ایسی آزادی کہ نہ استاد کا پاس نہ والدین کا شرم وحیا نہ ملک وملت کی پروا۔ معیارِ تعلیم رُو بہ انحطاط ہے۔ نظم وضبط کا فقدان ہے۔ ۹ھ

اس ساری صورت کی ذمہ داری موجودہ طرزِ تعلیم اور نظریہ تعلیم پہ ہے۔ ہماری درسگاہوں میں طلبہ میں استاد اور کتاب کا ادب پیدا کر دیا جائے تو ان ہی درس گاہوں کا ناگفتہ بہ ماحول انتہائی پُرسکون اور پاکیزہ ہو جائے اور آئے دن کی ہاؤ ہُو سے ہمیشہ کے لئے نجات مِل جائے اس کے لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ کے پیش کردہ نظریہ حرمتِ استاد وکتاب پر عمل ضروری ہے۔

۹ھ اقبال نے ایسے نوجوان کے بارے میں فرمایا۔

من ندارم آں مسلمان زادہ را دوست
کہ در دانش فزود و در ادب کاست

Marfat.com

۶- نظریۂ مہابت

مہابت سے ہماری مراد یہ ہے کہ زندگی میں وقار و سکون کی کیفیت پیدا کی جائے۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو تعلیم کا مقصد ہی زندگی میں وقار و سکینہ پیدا کرنا ہے۔ تعلیم کے بعد بھی اگر زندگی وقار و سکون کی کیفیت سے عاری رہی تو وہ تعلیم محض ایک بوجھ ہے۔ جسے انسان پر ڈال دیا گیا ہے۔ حالانکہ تعلیم تو انسانی بوجھوں کو ہلکا کرتی ہے۔

مقاصد تعلیم اور استاد و شاگرد کے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہٗ وقار و سکون کو تعلیم کی غرض بتاتے ہیں۔

" عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ .... [1]

ع کاخر اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

ہماری موجودہ تعلیم میں یہ زبردست خامی ہے کہ دوران یا تعلیم کے بعد ہمارے تعلیم یافتہ حضرات میں وقار و سکون اور مہابت و محبت کا سماں پیدا نہیں ہونا یہی وجہ ہے کہ تعلیم سے فراغت کے بعد طالب علم کی زندگی بے سکون و بے کیف ہی رہتی ہے۔ اس کے قلب و قالب میں بے سکونی اور بے چینی بدستور باقی رہتی ہے۔ بلکہ تعلیم کے بعد اس اضطرابی کیفیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

کاش ہماری تعلیم کے ذمہ دار حضرات کچھ ایسی روش اختیار کریں اور ایسا ماحول پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوں جس کی طرف امام احمد رضا قدس سرہٗ نے واضح ہدایات دی ہیں۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ ص ۲۱۔ ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ علم سیکھو اور علم کے لئے وقار و سکون سیکھو اور جس استاد سے تم نے علم سیکھا، اس کے سامنے تواضع اختیار کرو۔

Marfat.com

۷۔ نظریۂ للّٰہیت

امام احمد رضا قدس سرہٗ اس امر کے داعی و قائل ہیں کہ تعلیم کی تمام تر استعدادات کو دینِ فہمی کے لئے مختص کر دیا جائے اور اس کے لئے کی جانے والی تمام مساعی کا اجر مولا تعالیٰ سے طلب کیا جائے۔

آپ کی زندگی تعلیم، تبلیغ، تصنیف اور فتویٰ نویسی میں گزری، مگر کیا مجال کہ ان امور پر معاوضہ کی طلب کا تصور بھی پیدا ہوا ہو۔ دور دراز کے مقامات سے آنے والے استفتاء میں بعض اوقات یہ بھی پوچھا جاتا کہ فیس کیا ہوگی۔؟ یہ بات آپ کے لئے نہایت شاق ہوتی، بارہا لکھا کہ یہاں امور دینیہ کی تکمیل کے لئے کوئی فیس یا معاوضہ نہیں لیا جائے گا۔ خالصتہً للّٰہ یہ کام سرانجام دیئے جائیں گے۔

۱۶؍ صفر ۱۳۳۷ھ / نومبر ۱۹۱۸ء کے ایک استفتاء میں فیس کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا اسے ملاحظہ فرمائیے۔

"یہاں بحمد اللہ تعالیٰ فتوے پر کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ بفضلہ تعالیٰ ہندوستان و دیگر ممالک مثلاً چین، افریقہ و امریکہ و خود عرب شریف و عراق سے استفتاء آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں چار چار سو فتوے جمع ہو جاتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ حضرت جدِّ امجد قدس سرہٗ العزیز کے وقت سے اس ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء تک اس دروازے سے فتوے جاری ہوئے۔ اکانوے ۹۱ برس اور خود فقیر غفرلہ کے قلم سے فتوے نکلتے ہوئے بعونہ تعالیٰ اکاون برس ہونے کو آئے ہیں۔ یعنی اس صفر کی ۱۴ تاریخ کو پچاس برس چھ مہینے گزرے۔ اس نو کم سو برس میں کتنے ہزار ہا فتوے لکھے گئے۔ بارہ مجلدات تو صرف اس فقیر کے فتاویٰ کی ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ یہاں کبھی ایک پیسہ نہیں لیا گیا، نہ لیا

Marfat.com

جائے گا۔ بعونہ تعالیٰ ولہ الحمد۔ معلوم نہیں کون سے ایسے لوگ ایسے پست فطرت دنی ہمت ہیں۔ جنہوں نے یہ صیغہ کسب کا اختیار کر رکھا ہے۔ جس کے باعث دُور دُور کے ناواقف مسلمان کئی بار پوچھ چکے ہیں کہ فیس کیا ہوگی۔ ؟ بھائیو!

مااَسئلکم علیہ من اجران اجری الا علی رب العالمین۔

ترجمہ:۔ مَیں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا، میرا اجر تو سارے جہانوں کے پروردگار پر ہے۔ اگر وہ چاہے۔" [1]

آپ نے اپنے تمام متوسلین اور وابستگان کو یہ نصیحت کر رکھی ہے۔

"تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دستِ سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعتِ دین و حمایتِ سنت میں جلبِ منفعت کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصۃً لوجہ اللہ ہو۔" [2]

---

[1] فتاویٰ رضویہ، جلد سوم۔ ص۔ ۲۳۰۔

نوٹ:۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کی جائیداد غیر منقولہ مکان اور زمین کے علاوہ منقولہ جائیداد نہ تھی۔ سخاوت کی وجہ سے تنگ دستی بھی آجاتی۔ ایسے حالات میں ایسی بے نفسی سے خدماتِ دینیہ کی سرانجام دہی — اللہ اللہ کتنا وقار ہے۔ للہیت کی اس سے بڑھ کر اور کون سی مثال ہو سکتی ہے۔

[2] الرضا بریلی شمارہ ربیع الآخر و جمادی الاول ۱۳۳۸ھ۔ ص ۹۔

Marfat.com

۸۔ تعلیم اور جلب منفعت

برصغیر میں مسلمانوں کے ہزار سالہ اقتدار کے زوال اور غیر ملکی تسلط و تغلب نے یہاں کے لوگوں کو کئی حیثیتوں سے متاثر کیا۔ مسلمانوں کی معاشرت بدلی۔ معیشت کمزور ہوگئی۔ اس دور میں چند مصلحین نے مسلمانوں کی عزت کی بحالی اور معیشت کو سہارا دینے کے لئے جدید تعلیم کا حصول لازمی قرار دیا۔ انگریزی طرز تعلیم کی درس گاہوں سے طلبا، فارغ ہو کر دفتروں میں ملازمت کرنے لگے۔ لوگ سمجھے مقصد حاصل ہوگیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد یہی تعلیم مسلمانوں میں معاشی اضطراب پیدا کرنے کا باعث بنی۔ معاشی فارغ البالی کا خواب سر سید اور ان کے رفقاء نے دیکھا تھا، پورا نہ ہوا۔ مولوی محمد احمد خاں نے اس ساری صورت حال کو یوں بیان کیا ہے۔

"کچھ عرصہ تک تو یہ حالت رہی کہ تعلیم جدید نے مسلمانوں پر رزق کے دروازے کھول دیئے۔ اونچے اور متوسط طبقوں کی معاشی حالت سدھرنے لگی۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے طبقوں میں بھی جدید تعلیم بہت تیزی سے پھیلنے لگی۔ اس کا اثر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ معاشی فارغ البالی اور اقتصادی خوش حالی عام ہو جاتی۔ لیکن اس کے برعکس جلد ہی ایک عجیب و غریب صورت نمودار ہوئی۔ انگریزوں کے جاری کردہ نظام تعلیم کا مقصد اصل تو یہ تھا کہ برطانوی نظم و نسق کو چلانے کے لئے بابوؤں کی ایک بڑی تعداد تیار کی جائے۔ اس لئے جدید تعلیمی نظام میں سائنسی و فنی تعلیم پر کم اور لبرل و ادبی تعلیم پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہر سال چھوٹے بڑے بابوؤں کی ایک کھیپ کی کھیپ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلنے لگی۔ ادھر سرکاری ملازمتوں کی تعداد بہرحال محدود تھی۔ آزاد پیشوں میں بھی کچھ بہت زیادہ گنجائش نہ تھی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ علم کی ان جدید فیکٹریوں سے ہر سال جو "مال" کثیر تعداد میں نکلنے لگا تھا۔ اس کی کھپت "بازار" میں نہیں ہوسکتی تھی۔ یوں جو مال بکنے اور کام

Marfat.com

آنے سے بچ رہا۔ وہ "بے کار" ہوگیا اس طرح چند ہی سال میں تعلیم یافتہ بے روزگاروں کا ایک عجیب و غریب طبقہ وجود میں آگیا۔ اس طبقہ کا یہ حال تھا کہ تعلیم جدید نے اس کی فکر و نظر کے زاویوں کو بدل دیا تھا۔ آزادی و حریت، قومی خودداری و غیرت کا احساس تقریباً مردہ ہو چکا تھا اور اس کی جگہ اپنی ہمہ دانی، بے جا غرور و تعلّی نے لے لی تھی۔ دماغ میں تو یہ ہوا بھری تھی، مگر جیب خالی تھی۔ اقبال نے اسی طبقے کو مخاطب کر کے کہا۔

"نوا از سینۂ مرغِ چمن برد
زخونِ لالہ آں سوزِ کہن برد
بایں مکتب بایں دانش چہ نازی
کہ ناں در کف نداد و جاں زتن برد" [۱]

حصولِ علم برائے دولت ——— کتنا خوبصورت پروگرام ہے۔ مگر کیا ایسا ممکن ہے کہ قومی سطح پر اس کے فوائد مرتب ہوتے ہوں۔ قوموں کی حیات میں چند شخصیات کی مثال پیش کرنا کسی طرح روا نہیں ہوتا۔

خواجہ غلام الحسنین برصغیر کے باشندوں کے لئے سائنس اور صنعت و حرفت کی تعلیم کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"ہمارے ہم وطنوں نے تعلیم کا بڑا مقصد یہ سمجھ رکھا ہے کہ بی اے، یا ایم اے کی ڈگری حاصل کر کے سرکاری نوکری حاصل کرلیں۔ اول تو نوکری ہی غلامی ہے۔ [۲] دوسرے اس

---

[۱] اقبال اور مسئلہ تعلیم مصنفہ محمد احمد خان مطبوعہ اقبال اکادمی لاہور (۱۹۷۸ء) ص ۷۳ - ۷۴

[۲] حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خلف اکبر امام احمد رضا قدس سرہما نے برصغیر کے مسلمانوں کی معاشرتی ناگفتہ بہ حالت کو بہتر بنانے کے ۱۹۲۵ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس۔ منعقدہ مراد آباد میں چند تجاویز کا ذکر اپنے خطبہ صدارت میں کیا ہے۔ اس میں ملازمت کی حوصلہ شکنی کی ہے اور صنعتی تعلیم اور تجارت پر زور دیا ہے۔

ملازمت کا حال یوں بیان فرماتے ہیں "ہمارا ذریعہ معاش صرف نوکری اور غلامی ہے اور اس کی بھی یہ حالت ہے کہ ہندو نواب مسلمان کو ملازم رکھنے سے پرہیز کرتے ہیں۔ رہیں گورنمنٹی ملازمتیں ان کا حصول طول امل ہے۔ اگر رات دن کی تگ و دو اور ان تھک کوششوں سے کوئی معقول سفارش بھی پہنچی تو کہیں امیدواروں میں نام

(بقیہ آئندہ صفحہ)

Marfat.com

کا دائرہ اسی نسبت سے روز بروز تنگ ہوتا جاتا ہے جس نسبت سے تعلیم یافتوں کی تعداد میں ترقی ہوتی جاتی ہے. پس ضرور ہے کہ اس بھیڑ چال کو روکا جائے. میری اس رائے سے کسی کو اختلاف نہ ہوگا کہ موجودہ تعلیم ملک میں مفلسوں کی تعداد میں ترقی دے رہی ہے ۔[۳۵]
ماہرین تعلیم نے تعلیم برائے حصول زر کو معاشرتی نکتہ سے بیان کیا ہے. مگر اسی نظریہ کو امام احمد رضا قدس سرہٗ نے خالص مذہبی و دینی اعتبار سے دیکھا اور بیان کیا ہے. آپ کے نزدیک حصول تعلیم کا مقصد مدعا خداشناسی و خدارسی ہے. آپ کی نظر میں تعلیم کی افادیت اسی وقت مسلم ہوگی. جب اس سے کوئی شرعی مقصود حاصل ہونا مقصود ہو. اگر حصول تعلیم کا مدعا اور غرض و غایت صرف یہ ہو کہ حصولِ زر کا ذریعہ بنالوں. تو آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں. اس بارے میں آپ کا نظریہ ہے کہ کسی محمود شرعی غرض کے لئے علم حاصل کرو. رزق علم میں نہیں. وہ تو رزاق مطلق کے پاس ہے وہ خود بندوں کا کفیل ہے۔
امام احمد رضا قدس سرہٗ کے اس نظریہ کو سمجھنے کے لئے آپ کی درج ذیل نگارشات ملاحظہ فرمائیں

---

[۳۵] حاشیہ فلسفہ تعلیم، مطبوعہ آگرہ (۱۹۰۷ء) ص ۸۶ ۔

بقیہ حاشیہ:۔ درج ہونے کی نوبت آتی ہے. برسوں بعد جگہ ملنے کی امید پہ روزانہ خدمت مفت انجام دیا کرو. اگر بہت بلند ہمت ہوئے اور قرض پر بسر اوقات کرکے برسوں بعد کوئی ملازمت حاصل بھی کرلی تو اس وقت تک قرض کا انبار ہو جاتا ہے. جس کو ملازمت کی آمدنی سے ادا نہیں کرسکتے .... ہمیں یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہماری روزی نوکری ہی میں منحصر ہے. ہمیں حرفے اور پیشے سیکھنا چاہئیں۔ .... اب اس کی تمام قابلیتیں ہیچ ہیں. سندیں بے کار ہیں. زندگی وبال ہے. اولاد کی تربیت اس ناداری میں کیونکر ہو سکے. خود تباہ اور نسل برباد. لیکن اگر پیشہ ور ہوتا ہاتھ میں کوئی ہنر رکھتا تو اس طرح محتاج نہ ہو جاتا. نوکری گئی بلا سے اس کا ذریعہ معاش اس کے ساتھ ہوتا. ہمیں نوکری کا خیال ہی چھوڑ دینا چاہیئے. نوکری کسی قوم کو معراج ترقی تک نہیں پہنچا سکتی. دست کاری اور پیشے اور ہنر سے تعلق پیدا کرنا چاہیئے ...." خطبہ صدارت ۱۹۲۵ء مولانا حامد رضا بریلوی، مطبوعہ بریلی مشمولہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس مطبوعہ گجرات (۱۹۷۸ء) ص ۱۷۸ — ۱۸۹

Marfat.com

(۱) درحدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ است مَنْ اَکَلَ بِالْعِلْمِ طَمَسَ اللّٰہُ عَلٰی وَجْهِهٖ وَرَدَّهٗ عَلٰی عَقِبَيْهِ وَكَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ یعنی ہرکہ علم را ذریعۂ جلب مال نماید حق عزوجل روئے او را مسخ فرماید و او را بر ہر دو پاشنہ اش باز گرداند و آتش دوزخ باو سزاوار تر باشد'' لے

امام احمد رضا قدس سرہ نے ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء میں ایک تحریر دبدبہ سکندری میں شائع فرمائی۔ اسی تحریر کو صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے اپنے اخبار السوادِ الاعظم میں ۱۳۳۹ھ میں دوبارہ شائع کیا۔ اس تحریر میں مسلمانوں کی اصلاح و فلاح کے لئے چار تدابیر تجویز کی گئیں۔ انہیں تجاویز کا خلاصہ امام احمد رضا قدس سرہ کے ایک مکتوب محررہ ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء بنام الحاج لعل خان صاحب کلکتہ میں ہے ایک حصہ ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) چہارم (تعلیم) کا حال ناگفتہ بہ ہے۔ انٹرنیس پاس کو رزّاقِ مطلق سمجھا ہے۔ وہاں نوکری میں عمر کی شرط، پاس کی شرط، پھر پڑھائی وہ مفید کہ عمر بھر کام نہ آئے۔ نہ اس نوکری میں اس کی حاجت پڑے۔ اپنی ابتدائی عمر کہ تعلیم کا زمانہ ہے۔ یوں گنوائی اب پاس ہونے میں جھگڑا ہے۔ تین تین بار فیل ہوتے ہیں اور پھر لپٹے چلے جاتے ہیں اور قسمت کی خوبی کہ مسلمان ہی اکثر فیل کئے جاتے ہیں۔ پھر تقدیر سے پاس بھی مل گیا تو اب نوکری کا پتہ نہیں اور ملی بھی تو صریح ذلت کی، اور رفتہ رفتہ دنیاوی عزت بھی پالی تو عند الشرع ہزار ذلت کہیئے پھر علمِ دین سیکھنے اور دین حاصل کرنے اور نیک و بد میں تمیز کرنے کا وقت کون سا آئے گا۔ لاجرم نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دین کو مضحکہ سمجھتے ہیں۔ اپنے باپ دادا کو جنگلی، وحشی، بے تمیز گنوار، نالائق، بے ہودہ، احمق، بے خرد جاننے لگتے ہیں۔ بغرض غلط اگر ترقی بھی ہوئی تو نہ ہونے سے کروڑ درجے بدتر ہوئی۔ کیا تم علم دین سے غفلتیں ترک کرو گے۔ ؟ فہل

لے فتاویٰ رضویہ۔ جلد دھم۔ ص ۲۲۔

ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے علم کو جلب مال کا ذریعہ بتایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو مسخ فرما دیتا ہے۔ اس کو اس کی ایڑیوں پر پھیر دیتا ہے اور آگ اس کے لئے بہت لائق ہے۔

Marfat.com

انتم منتھون"۔ ۵ے

(ج) امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خان علیہ الرحمۃ (م ۳۰ ذیقعد ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) کی تصانیف کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ان میں سے بعض مسودات کو خود ترتیب دیا بعض کتابوں کی تشریح کی۔ اپنے والد ماجد کی تصانیف کا تذکرہ بارہا محبت آمیز انداز میں فرمایا اور ان پر اعتماد فرمایا۔ آپ کے والد ماجد فرماتے ہیں "امام غزالی احیاء العلوم ۶ے میں روایت کرتے ہیں۔ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ كَفَاهُ اللهُ تَعَالَىٰ مَا أَهَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ جو شخص دینِ خدا میں دانائی حاصل کرتا ہے۔ خدائے تعالیٰ جل شانہ اس کو اس چیز سے کہ غمگین کرے کفایت کرتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے کہ نہیں جانتا رزق پہنچاتا ہے"۔ ۷ے

(د) امام احمد رضا قدس سرہٗ کی معاشی حالت قابلِ رشک نہ تھی، سوائے زمین کے قطعہ کے اور کوئی جائیداد غیر منقولہ نہ تھی اور نہ کوئی معقول آمدن۔ نہ کسی نواب یا حاکم کی طرف سے وظیفہ، لیکن علمی وقار، فقیہانہ شان اور بےنفسی کا یہ عالم تھا کہ کسی دنیادار کی مدح کر کے مالِ دنیا ملنے کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ کسی نے کہا کہ ریاست نان پارہ کے نواب کا قصیدہ لکھیں وہ بہت انعام سے نوازے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے نواب کی بجائے شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اقدس لکھی اور مقطع میں اس کارروائی کی طرف اشارہ فرمایا

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں ۸ے

۵ے مکتوب امام احمد رضا محررہ صفر ۱۳۳۹ھ بنام الحاج لعل خان صاحب، مشمولہ حیات صدر الافاضل، مؤلفہ سید غلام معین الدین نعیمی، مطبوعہ لاہور۔ بار دوم، ص ۱۶۱۔

۶ے امام غزالی علیہ الرحمۃ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں ایسے علماء سے علم حاصل کرو جو طالب آخرت ہو نہ کہ طالبِ دنیا۔ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیائے سعادت، مطبوعہ نولکشور ۱۸۹۰ء، ص ۶۵۔

۷ے رسالہ فی فضل العلم والعلماء مصنفہ مولانا نقی علی خان۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۰۔

۸ے حدائق بخشش حصہ اول۔

Marfat.com

۹- نظریۂ روحانیت

برصغیر میں اسلام صوفی علماء کی کوششوں سے پھیلا اور جب بھی اسلام پر ابتلاء عام کا دور آیا انہی صوفیہ نے بڑھ کر اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری، سلطان الاولیا حضور داتا گنج بخش علی ہجویری، مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی، محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دوسرے علماء نے تصوف کی شیریں مقالی سے اعلاء کلمۃ الحق، تجدید و احیائے دین اور اصلاح احوال کا فریضہ سرانجام دیا۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے عہد میں دیگر فتنوں کے علاوہ تصوف سے برگشتہ کرنے کی مذموم سازش کی جا رہی تھی۔ کچھ جاہل متصوف غیر شرعی حرکات کو تصوف کا نام دے رہے تھے۔ اکابر اسلاف کی اتباع میں آپ نے مسلمانوں کے روحانی امراض کے علاج کے لئے تصوف کا مجرب عمل دہرایا.... خود جلیل القدر مشائخ عظام سے سلاسل طریقت کی اجازتیں حاصل کیں اور علماء و مشائخ اخلاف کو ان اجازات سے نوازا۔ اگرچہ مفتی کا کام صرف جسمانی احکام سے متعلق جواز و عدم جواز کا حکم جاری کرنا ہوتا ہے۔ مگر امام احمد رضا قدس سرہ نے افتاء کی ذمہ داریوں کے ساتھ تصوف کی تعلیم کو بھی رائج کیا۔

(۱) آپ نے علوم نافعہ کثیرہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے تصوف کو بھی ان علوم نافعہ میں شمار فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں۔ خواہ اصالۃً فقہ و حدیث و تصوف بے تخلیط و تفسیر قرآن بے افراط و تفریط، خواہ وساطۃً مثلاً نحو و صرف و معانی بیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن و حدیث کے لئے وسیلہ ہیں۔“ [۱]

---

[۱] فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ ص ۱۶۔

Marfat.com

(ب) تصوف کے بارے میں اکثر لوگ افراط و تفریط میں پڑ کر جادۂ حق سے ہٹ گئے۔ کچھ انکار کر بیٹھے اور کچھ غلو و مبالغہ میں پڑ گئے۔ مگر امام احمد رضا قدس سرہٗ تصوف بے تخلیط کے مؤید و عامل ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

"شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع، شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا۔ طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے۔ شریعت پر ہی طریقت کا دارومدار ہے۔ شریعت ہی اصل کار اور محک و معیار ہے۔ شریعت ہی وہ راہ ہے، جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا، اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور جا پڑے گا۔ طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے۔ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے۔ وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔" ؎

(ج) عام حالات میں صوفیہ کرام مخلوق سے منقطع رہتے ہیں۔ انہیں سوائے یادِ خدا کے اور کسی سے غرض نہیں ہوتی۔ مگر جب مسلمانوں پر کوئی افتادِ عام آ پڑے تو وہ مصلّا و تسبیح کو الگ کر کے میدانِ عمل میں آجاتے ہیں اور اس ابتلاءِ عام کا مقابلہ کرتے ہیں۔ دینِ الٰہی کی شکل میں مسلمانوں پر افتاد پڑی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اس کے خلاف سینہ سپر ہو گئے۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں فتنۂ خلق قرآن اٹھا، آپ نے اپنی عزیز جان بھی اس راہ میں صرف فرما دی۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنے دور کے بلند مرتبت صوفیہ میں شمار ہوتے ہیں، مگر آپ کی عملی زندگی اعتزالی و انحرافی تحریکات کے رد میں گزری۔ فلاسفہ، زنادقہ، فرقِ باطلہ ــــ سب کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا اور بالآخر کامیاب ہوئے۔ صوفیہ کے مجاہدات اور خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"اس کے لئے بھی خدمات (حمایت مذہب حقہ و رد فرق باطلہ) مجاہدات ہیں۔ بلکہ اگر نیت صالحہ ہو تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ، امام ابو اسحٰق اسفرائنی کو جب انہیں مبتدعین کی بدعات کی اطلاع ہوئی۔ پہاڑوں پر ان اکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے۔ جو ترکِ دنیا و مافیہا کر کے مجاہدات میں مصروف تھے۔ ان سے فرمایا! یَا اٰکِلَةَ الْحَشِیْشِ اَنْتُمْ هٰهُنَا وَ اُمَّةُ

Marfat.com

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِی الْفِتَنِ۔ اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتنوں میں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے۔ ہم سے نہیں ہو سکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مبتدعین کے رد میں نہریں بہائیں" ۳۳ھ

(د) امام احمد رضا قدس سرہٗ کی عادت مبارکہ یہ تھی۔ بعد نماز عصر مجلس عام میں تشریف رکھتے لوگ اپنی مشکلات پیش کرکے حل طلب کرتے۔ اس مجلس میں دیگر موضوعات کے علاوہ تصوف پر گفتگو فرماتے۔ اس گفتگو کو آپ کے خلف اصغر مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی علیہ الرحمتہ نے تین جلدوں میں الملفوظ کے نام سے جمع فرمایا ہے۔ الملفوظ میں بہت سے ایسے ملفوظات ملتے ہیں جن میں تصوف کی تعلیم دی گئی ہے۔

(ہ) مقاصد تصوف کی تبلیغ وتعلیم اور ترویج واشاعت کے لئے امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز نے مختلف تصانیف فرمائیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں۔

۱۔ الاھلال بفیض الاولیاء بعد الوصال۔
۲۔ انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار
۳۔ ازھار الانوار من صباء صلوٰۃ الاسرار
۴۔ طوالع النور فی حکم السراج علی القبور
۵۔ مجید معظم شرح قصیدہ اکسیر اعظم
۶۔ حاشیہ احیاء علوم الدین
۷۔ حاشیہ بہجۃ الاسرار۔
۸۔ الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن الخمریہ
۹۔ الفوز بالآمال فی الاوفاق والاعمال
۱۰۔ سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ
۱۱۔ اسماع الاربعین فی شفاعۃ سید المرسلین

۳۳ھ الملفوظ مؤلفہ مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا بریلوی، جلد اول مطبوعہ کراچی۔ ص ۔ ۱۰۔

Marfat.com

۱۲۔ الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ

۱۳۔ کشکول فقیر قادری

۱۴۔ وظیفہ قادریہ

۱۵۔ مقام العرفا وغیرہ

(ز) امام احمد رضا قدس سرہٗ ہر سال بالالتزام اپنے شیخ طریقت حضرت سید آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہٗ العزیز کا عرس خود منعقد کرتے اور اس میں تبلیغ وارشاد وتلقین احکام فرماتے۔

تعلیم کی غرض وغایت اطمینان قلب اور یقین کی دولت کا پانا ہے۔ موجودہ تعلیمی ادارے اس غرض کو پورا کرنے سے عاری وقاصر رہے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نظریہ کے مطابق اگر تصوف واخلاق کی تعلیم کو درس گاہوں کی تعلیم کا جزو بنا دیا جائے تو دولتِ یقین کا پانا ممکن اور آسان ہو جائے گا۔

Marfat.com

۱۰ - نظریۂ شعر و ادب

امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک شعر و ادب کی بنیاد سچائی پر ہو۔ کذب، دروغ گوئی اور مبالغہ آمیزی سے پاک ہو۔ ادب زندگی کا عکاس ہو۔ آپ نے جو ادب پیش کیا، اس کی تاثیر برِصغیر سے باہر دیگر ممالک میں بھی سنی جا سکتی ہے۔ آپ اردو شاعری میں مولانا کفایت علی کافی شہید جہادِ آزادی اور برادرِ خورد مولانا حسن رضا کا کلام سنتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ یہ دونوں شاعر سچے تھے۔ جھوٹی شاعری کو وقت کا ضیاع و زیاں سمجھ کر اس سے دُور بھاگتے۔

آپ کی شاعری کا محور نعت و منقبت ہے۔ ظاہر ہے اس میں شاعر لوگ اصل مقام سے ہٹ جاتے ہیں۔

نعت گوئی میں آپ کا مسلک سمجھنے کے لئے درج ذیل سطور کا مطالعہ فرمائیں۔

(ا) "حقیقتاً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے، تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔" [۱]

(ب) بعض جاہلوں کا خیال یہ ہے کہ شعر کی تنگ زمین میں نعت گوئی کے وقت پابندی شرع ممکن نہیں ——— آپ نے اس دعویٰ کی تکذیب کی۔ خود اپنا دیوان اس معیار پر پیش کیا۔ پاس شرع اور نعت گوئی کا اجتماع آپ کے ہاں دیکھا جا سکتا ہے۔

خود فرماتے ہیں۔

---

[۱] الملفوظ، مؤلفہ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا بریلوی۔ مطبوعہ کراچی۔ ص ۴۳

Marfat.com

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے

لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں !! ؎۲

(ج) آپ کی نعت گوئی قرآن سے مستنبط ہے۔ فرماتے ہیں۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ ؎۳

(د) شاعری اگر آدابِ شریعت سے ہٹ جائے تو مذموم ہے۔ ایسے مبالغہ آمیز اور دروغ گو بے لگام شعراء کے بارے میں قرآن کا فیصلہ سنیئے۔

والشعراء یتبعھم الغاون الآیہ گمراہ لوگ بے ادب شاعروں کی اتباع کرتے ہیں ـــــ ہاں اگر شاعری کو آدابِ شریعت کا پابند کر دیا جائے۔ تو وہی محمود و مستحسن ہے۔ اس بارے میں آپ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

"اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن میں حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و منقبت آل و اصحاب و علمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بر وجہ صحیح و نجیح مقبول شرعی یا ذکر موت و تذکیر آخرت و احوال قیامت و غیر ذلک مقاصد شرعیہ ہوں۔ قطعاً جائز و روا" ؎۴

(ہ) امام احمد رضا قدس سرہ نے نعت گوئی میں الفاظ کے انتخاب کے لئے متقدمین و متاخرین علمائے کرام کی نگارشات کو معیار بنایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر لفظ شہنشاہ کا استعمال فرمایا۔ کسی نے اعتراض کیا یہ نعت میں روا نہیں، اس کے لئے ایک مستقل تصنیف "فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ" فرمائی۔

(و) امام احمد رضا قدس سرہ نے خود کہنے کے علاوہ دوسرے شعراء کے مشکل اشعار کی تشریح بھی کی ہے۔ حضرت شاہ نور عالم میاں مارہروی نے ایک خط میں مرزا سودا کے درج ذیل

؎۲ حدائق بخشش حصہ اوّل۔

؎۳ حدائق بخشش حصہ اوّل۔

؎۴ فتاویٰ رضویہ جلد دھم۔ ص ۱۷۱ -

Marfat.com

شعر کی تشریح طلب کی۔

ہوا جب کفر ثابت ہے یہ تمغائے مسلمانی
نہ لوٹے شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی

اس شعر کی تشریح میں قرآنی آیات و احادیث پر مشتمل ایک تحریر سائل کو روانہ فرمائی[۵]

(ز) امام احمد رضا قدس سرہٗ کا دور مسلمانوں کی غلامی کا دور تھا۔ دورِ غلامی میں شعر و ادب میں غلامانہ اثرات در آتے ہیں۔[۶] مگر آپ نے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن سے وابستہ کر کے ملت اسلامیہ کی کشتی کو تلاطم خیز موجوں سے بچا لیا۔

---

[۵] تفصیل ملاحظہ ہو۔ الملفوظ (حصہ اوّل) مؤلفہ مولانا محمد مصطفےٰ رضا بریلوی۔ ص ۴۱۔

نوٹ:۔ مذکورہ شعر کی تشریح اتنی بلند پایہ کی ہے کہ وہ وہم شاعر میں نہ گزری ہو گی۔ فقیر قادری عفی عنہ۔

[۶]۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ شبلی نعمانی کی نظم مندرجہ الجحجۃ المؤتمنہ مصنفہ امام احمد رضا۔ ص ۹۳ ۔ ۹۴

Marfat.com

۱۱- نظریۂ ابتدائی تعلیم

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ تربیت کر کے اس کو یہودی یا نصرانی وغیرہ بنا لیتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ بچپن میں ذہن کی تربیت ہی بچے کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ابتدائی عمر میں بچے کو وہ تعلیم دی جائے۔ جس سے وہ صحیح معنوں میں مفید مسلمان بن سکے۔[۱]

---

[۱] ابتدائی تعلیم کیا ہے اور اس کی اہمیت سے متعلق برصغیر کے علماء و مشائخ اہلِ سنّت کا نمائندہ اجلاس آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس نے جو فیصلہ کیا وہ ملاحظہ ہو

۱- "ہر مقام کی سنی کانفرنس کے اراکین کی ایک جماعت اور جہاں سنی کانفرنسیں قائم نہ ہوئی ہوں۔ وہاں کے منتخب افراد امام مسجد یا کسی بااثر شخص کی راہنمائی میں ابتدائی تعلیم کو لازمی و ضروری قرار دینے پر مسلمانوں کو مجبور کریں اور ہر ہر گھر کے بچوں اور بچیوں کی نگرانی رکھیں۔ ابتدائی تعلیم سے مراد حرف شناسی سکھانا، عبارت خوانی بتانا اور ابتدا ہی سے ایمانیات ضبط کرانا اور اوامر و نواہی کی ترغیب و ترہیب اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مشہور انبیاء کے مختصر معجزات اور حالات سے باخبر کرنا، یہ ابتدائی تعلیم میں داخل ہے ..... (۳) کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے ہر بچہ کو معتدبہ اردو، فارسی ضرور پڑھا دی جائے۔ تاکہ وہ اردو اور فارسی کتابوں کو دیکھ کر مطلب حل کر سکے اور جو علوم کی کتابیں اردو، فارسی زبان میں ہیں۔ ان سے فائدہ حاصل کرے۔ (۴) عربی تعلیم کے لئے تین حصے مقرر کئے جائیں۔ ایک ان لوگوں کے لئے جو بہت کم وقت تعلیم کے لئے دے سکتے ہیں۔ ایک ان کے لئے جو علوم و فنون میں تکمیل چاہتے ہیں۔ اور ایک متوسطین کے لئے۔"

یہ وہی تجاویز ہیں جو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا نے ۱۹۲۵ء کے خطبہ صدارت میں پیش کیں۔ تجاویز منظور باقی حاشیہ آگے

Marfat.com

ابتدائی تعلیم کے بارے میں امام احمد رضا قدس سرہ کا نظریہ نہایت مکمل اور واضح ہے۔ فرماتے ہیں۔

"........ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ، پھر پورا کلمہ لا الہ الا اللہ سکھائے۔ جب تمیز آئے آداب سکھائے۔ کھانے پینے، ہنسنے بولنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، حیا لحاظ، بزرگوں کی تعلیم، ماں باپ استاد اور دختر کو شوہر کی بھی اطاعت کے طرق و آداب بتائے۔ قرآنِ مجید پڑھائے، استاد نیک صالح متقی صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔ بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔ عقائدِ اسلام و سنت سکھائے کہ لوحِ سادہ فطرتِ اسلامی و قبولِ حق پر مخلوق ہے۔ اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔ حضور اقدس رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصلِ ایمان و عینِ ایمان ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصلِ سنت و زیورِ ایمان بلکہ باعثِ بقائے ایمان ہے۔ سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔ علمِ دین خصوصاً وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامتِ صدر و لسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل —— حرص و طمع، حبِ دنیا، حبِ جاہ، ریا، عُجب، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔ پڑھانے، سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔ موقع پر چشم نمائی، تنبیہ، تہدید کرے۔ مگر ہرگز کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لئے سببِ اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ فساد کا اندیشہ ہے۔ مارے تو منہ پر نہ مارے۔ اکثر اوقات تہدید و تخویف پر قانع رہے۔ کوڑا قمچی اس کے پیشِ نظر رکھے کہ دل میں رُعب رہے۔ زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے۔ مگر زنہار زنہار بُری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یارِ بد مارِ بد سے بدتر ہے......"[۲ے]

کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء مشمولہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مرتبہ محمد جلال الدین قادری، مطبوعہ گجرات ۱۹۷۸ء ص ۲۸۱ — ۲۸۲

۲ے فتاویٰ رضویہ ۔ جلد دہم ۔ ص ۴۶ — ۴۷

ابتدائی تعلیم سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نظریات اس قدر واضح ہیں کہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ امام موصوف یہ چاہتے ہیں کہ بچہ بڑا ہو کر زندگی کے جس شعبہ میں داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے۔ جو آئندہ کرنا چاہے، کرے۔ مگر بنیادی طور پر مسلمان رہے۔ اس کے دل میں اسلام کی عظمت جاگزیں ہو۔ اس لئے وہ ابتدائی عمر میں اسلامی تعلیم پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔

Marfat.com

۱۲- نظریۂ تعلیم نسواں

امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز عورتوں کی تعلیم کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ ان کے نزدیک عورتوں کی تعلیم لازمی ہے۔ مگر موجودہ بے راہ رو تعلیم کے سخت مخالف ہیں۔ ان کے نزدیک عورتوں کو بنیادی مذہبی تعلیم دی جائے۔ طہارت، عبادات اور معاملات کی تعلیم دی جائے۔ مگر تعلیم کا ماحول نہایت پاکیزہ اور مستور ہونا چاہیئے۔ ان کی تعلیم کے لئے اعلیٰ کردار کی حامل عورت اساتذہ کا انتخاب کیا جائے۔ انہیں امور خانہ داری کی تربیت دی جائے اور عورتوں سے متعلقہ مخصوص مسائل کی تعلیم دی جائے۔

چونکہ امام احمد رضا قدس سرہٗ ایک فقیہہ ہیں۔ اس لئے وہ عورتوں کے پردہ کے سختی سے پابندی کے قائل ہیں۔ اس حیثیت سے مخلوط تعلیم کا تصور ان کے ہاں گناہ کبیرہ ہے۔ عورتوں کی تعلیم کے بارے میں آپ کے نظریات معلوم کرنے کے لئے ذیل کی عبارات کا مطالعہ ضروری ہے۔

(ا) "حدیث:- طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ کہ بوجہ کثرت طرق و تعدد مخارج حدیث حسن ہے۔ اس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد و عورت پر طلب علم کی فرضیت۔ تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو۔" [۱]

---

[۱] فتاوی رضویہ۔ جلد دہم۔ ص ۱۶۔ نوٹ:- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خلف امام احمد رضا قدس سرہما فرماتے ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام بھی نہایت ضروری ہے اور اس میں دینیات کے علاوہ سوزن کاری اور معمولی خانہ داری کی تعلیم تا بحد امکان لازمی ہے۔ پردہ کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔" خطبہ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ مرادآباد (۱۹۲۵ء) مشمولہ خطبات آل انڈیا کانفرنس۔ ص ۱۴۸۔

Marfat.com

(ب) باپ پر جو فرائض اولاد کی تعلیم سے متعلق ہیں۔ ان کی توضیح کے درمیان لڑکیوں کی مفید تعلیم و تربیت کا حکم دیا۔

" .... اسے سینا، پرونا، کاتنا، کھانا، پکانا سکھائے۔ سورۂ نور کی تعلیم دے۔ لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمالِ فتنہ ہے۔" ۲ے

(ج) طالبات کی تعلیم کے لئے ان عورت اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔ جو کردار کے اعتبار سے اعلیٰ معیار کی حامل ہوں۔ اساتذہ کی صحبت و تربیت سے کسے انکار ہے۔ جس قسم کی صحبت و تربیت میسر آئے گی۔ وہی اثرات طلباء و طالبات میں پیدا ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ متقی اساتذہ کا انتخاب کیا جائے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

" اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے۔" ۳ے

(د) اگر کوئی ایسا مرحلہ آجائے کہ عورت اساتذہ دستیاب نہ ہوں۔ مرد اساتذہ سے تعلیم دلوانی پڑے تو اس صورت میں فرض ہے کہ طالبات پردے میں رہیں۔ اس صورت کے متعلق آپ کے ارشادات سنیئے۔

" رہا پردہ اس میں استاد و غیر استاد، عالم و غیر عالم، پیر سب برابر ہیں۔ نو برس

۲ے فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ ص ۴۷۔ نوٹ !۔ جدید تعلیم میں مفید اور غیر مفید علوم میں امتیاز نہیں کیا جاتا۔ صرف رواج کو دیکھا جاتا ہے۔ اس سے طبعی صلاحیتوں کے ضیاع کے ساتھ ساتھ قومی سطح پر جو مفید تعلیم کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس کا احساس ہر ذی ہوش کر سکتا ہے۔ لیکن عورتوں کے معاملہ میں بھی لوگ اس سے غافل ہیں۔ صرف نمائشی تعلیم پر اکتفا کر لی جاتی ہے۔ ماہر تعلیم ہربرٹ سپنسر عورتوں کی نمائشی تعلیم کے خلاف یوں لکھتا ہے۔ " یہ مماثلت عورتوں کی تعلیم میں اور بھی زیادہ صراحت کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ جسمانی اور عقلی دونوں قسم کی تربیت کے لحاظ سے مردوں کی نسبت عورتوں میں آرائش کا عنصر زیادہ غالب رہا ہے .... علیٰ ہذا القیاس عورتوں کی تعلیم میں ہنر مندی اور خوش سلیقگی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ اس کو حد تک فوقیت دی گئی ہے۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ نام و نمود کی خواہش فائدہ کے خیال پر غالب آگئی ہے ....." فلسفہ تعلیم مطبوعہ آگرہ۔ ص ۴۔ ۵

۳ے فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ ص ۴۶۔

Marfat.com

سے کم عمر کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب وہ پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں، تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب۔ خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ و کمال اشتہا کا ہے۔ " وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْ اَهْلَ زَمَانِهٖ فَهُوَ جَاهِلٌ "۔ ۴۵

سر سید کو بجا طور پر جدید تعلیم کا محرک و داعی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ لڑکیوں کے لئے جدید تعلیم کو نقصان دہ سمجھتے ہیں، وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان طالبات قدیم [illegible] اسلامی تعلیم چھوڑ کر نئی مغرب زدہ تعلیم میں مشغول ہوں۔ ۱۸۸۴ء میں گورداسپور کے مقام پر انہوں نے خواتین پنجاب کے اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

" اے میری بہنو! میں اپنی قوم کی خاتونوں کی تعلیم سے بے پرواہ نہیں ہوں میں دل میں ان کی ترقیٔ تعلیم کا خواہاں ہوں، مجھ کو جہاں تک مخالفت ہے، اس طریقۂ تعلیم سے ہے۔ جس کے اختیار کرنے پر اس زمانہ کے کوتاہ اندیش مائل ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنا پرانا طریقۂ تعلیم اختیار کرنے کی کوشش کرو، وہی طریقۂ تعلیم تمہارے لئے دین و دنیا میں بھلائی کا پھل دے گا اور کانٹوں میں پڑنے سے محفوظ رکھے گا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ میری خواہش یہ نہیں ہے کہ تم ان مقدس کتابوں کے بدلے جو تمہاری دادیاں، نانیاں پڑھتی آئی ہیں اس زمانہ کی مروجہ نامبارک کتابوں کا پڑھنا اختیار کرو۔ جو اس زمانہ میں پھیلتی جاتی ہیں۔ مردوں کو جو تمہارے لئے روٹی کما کر لانے والے ہیں۔ زمانہ کی ضرورت کے مناسب کچھ ہی علم یا کوئی سی زبان سیکھنے اور کیسی ہی نئی چال چلنے کی ضرورت پیش آئی ہو مگر ان تبدیلیوں سے جو ضرورتِ تعلیم کے متعلق تم کو پہلے تھی۔ اس میں کچھ

---

۴۵ فتاویٰ رضویہ، جلد دہم، ص ۹۷۔

نوٹ:- علی گڑھ یونیورسٹی میں جب مخلوط تعلیم کو جاری کیا گیا تو اس وقت متدین علماء نے اس کی سخت مخالفت کی۔ اس مخالفت میں امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی سرفہرست ہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔

ماہنامہ السواد الاعظم، مرادآباد، ج ۵، شمارہ ۷، ص ۴۔

Marfat.com

تبدیلی نہیں ہوئی۔ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے ایمان اور اسلام سے واقف ہو۔ اس کی نیکی اور خدا کی عبادت کی خوبی کو تم جانو۔ اخلاق میں نیکی اور نیک دلی، رحم و محبت کی قدر سمجھو اور ان سب باتوں کو برتاؤ میں لاؤ۔ گھر کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھو، اپنے گھر کی مالک رہو۔ اس پر مثل شہزادی کے حکومت کرو اور مثل ایک لائق وزیرزادی کے منتظم رہو۔ اپنی اولاد کی پرورش کرو۔ اپنی لڑکیوں کو تعلیم دے کر اپنا سا بناؤ۔ خداترسی، خداپرستی ہمسایوں کے ساتھ ہمدردی اپنا طریقہ رکھو۔ یہ تمام سچی تعلیم نہایت عمدگی سے ان کتابوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو تمہاری دادیاں، نانیاں پڑھتی تھیں جیسی وہ اس زمانہ میں مفید تھیں۔ ویسی ہی اس زمانہ میں مفید ہیں۔ پس اس زمانہ کی نامفید اور نامبارک کتابوں کی تم کو کیا ضرورت ہے۔؟" ۔ ؎۵

سرسیدؒ سے ملتے جلتے خیالات کا اظہار علامہ اقبال نے بھی اپنے اشعار میں کیا۔ اکبر الہ آبادی کے ظریفانہ انداز میں فرماتے ہیں۔

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر !!
وضع مشرقی کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

تعلیم نسواں کے بارے میں ضربِ کلیم کا ایک قطعہ اقبال کا نظریہ تعلیم جو عورتوں سے متعلق ہے۔ پیشِ خدمت ہے۔

تہذیب فرنگی ہے، اگر مرگ امومت
ہے حضرت انساں کے لئے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے "زن" ہوتی ہے "نازن"

؎۵ حیات جاوید، مصنفہ الطاف حسین حالی، مطبوعہ دہلی (۱۹۳۹ء) ص ۳۱۶ - ۳۱۷ -

Marfat.com

کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بے گانہ رہے "دیں" سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت

ان اشعار میں تعلیم نسواں کے بارے میں اقبال دو نظریئے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ مدرسۂ زن دین سے بے گانہ نہ رہے۔

۲۔ عورت کو ایسی تعلیم نہ دی جائے۔ جس سے وہ "زن" بننے کی بجائے "نازن" بن جائے۔

(ہ) عورتوں کی تعلیم کی فرضیت کے قائل ہونے کے باوجود امام احمد رضا قدس سرہٗ کتابت زنان کے مخالف ہیں۔ اس کے لئے وہ احادیث صحیحہ اور تجارب عدیدہ کو بطور شاہد پیش کرتے ہیں۔ کتابتِ زنان کا مسئلہ اگرچہ علماء میں مختلف فیہ ہے۔ مگر آپ کا مؤقف یہ ہے۔

مارہرہ مطہرہ سے سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب نے ۳۔ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ کو ایک استفتاء ارسال کیا۔ جس میں استدعا کی گئی کہ عورتوں کی کتابت کے بارے میں اپنے نظریات سے مطلع فرمائیں۔ جواب میں فرمایا۔

"عورتوں کو لکھنا لکھانا شرعًا ممنوع و سنتِ نصاریٰ و فتح باب ہزاراں فتنہ اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے۔ جس کے مفاسد شدیدہ پر تجاربِ عدیدہ شاہد عدل ہیں۔ متعدد حدیثیں اس سے ممانعت میں وارد ہیں۔ جن میں بعض کی سند عند التحقیق خود قوی ہے اور اصل متن حدیث کے معروف و محفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت ہے اور عمل امتؒ و قبول علماء تیسری قوت اور محلِ احتیاط و سد فتنہ چوتھی قوت تو حدیث اَقَلّ حَسَن ہے اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اگلے زمانے کی دو چار بیبیوں کے حالِ فعل سے استناد کا یہاں کوئی محل نہیں پہلے تو عموماً عورت کو حکم تھا کہ پنجگانہ مسجدوں میں حاضر

Marfat.com

ہوں۔ پردہ نشینین اگرچہ حالت حیض میں ہوں کہ نماز پڑھ بھی نہیں سکتیں۔ محض شرکتِ برکت دعا کے لئے عیدگاہوں کو ضرور جائیں اور اب یہ احکام کیوں نہ رہے حضرت ام المؤمنین حفصہ تو ام المؤمنین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آج فقیہ فاطمہ سمرقندیہ بنتِ امام علاؤالدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے مثل کون سی بی بی ہے۔ بلکہ بعد تلاش وتفحص صرف معدود النساء کی کتابت کا پتا چلنا ہی بتا دیتا ہے کہ سلفاً خلفاً علماء وعامہ مومنین کا عمل اس کے ترک ہی پر رہا ہے۔ مرد ہر زمانے میں لاکھوں کاتب ہوئے اور عورتیں تیرہ سو برس میں معدود پُرظاہر کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے۔ اگر کتابت لنساء میں حرج نہ ہوتا۔ جمہورِ امت سلف سے آج تک اس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی۔ بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے۔ لہٰذا ان اجلہ علماء کرام امام حافظ الحدیث ابوموسیٰ وامام علامہ تورپشتی وامام ابن الاثیر جزری وعلامہ طیبی و امام جلال الدین سیوطی وعلامہ طاہر فتنی وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی طرف میل فرمایا۔ وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے۔ اب جو اجازت کی طرف جائے، یا حالِ زمانہ سے غافل ہے یا امتِ مرحومہ کی خیر خواہی سے عاطل۔ .... اس حدیث میں علت نہی کتابت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں کو بھی اس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا۔ جو لکھنا نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا کہ آدمی وہ بات لکھ سکتا ہے۔ جو کسی کی زبانی نہ کہلا سکے گا۔ نیز خط ایلچی سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ تو اس میں حیلہ مکر کو بہت جلد راہ ملے گی۔ لہٰذا عورت لکھنا سیکھ کر صیقل کی ہوئی تلوار ہو جاتی ہے۔ انتہی ہندی مثل نے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا۔ اے لوری کوئی دیت ہے۔ متوازن ہتھیار........" ؎۵

؎۵ فتاویٰ رضویہ۔ جلد دہم۔ ص ۱۵۴ — ۱۵۸۔

نوٹ:۔ احادیث کی عبارت اور علمی بحثیں جو عربی میں ہیں۔ ہم نے نقل نہ کیں۔ ان کا تعلق علماء سے ہے۔

Marfat.com

غیر ملکی امداد اور تعلیم

تعلیم کو عام اور سہل بنانے کے لئے اور ہر فردِ متنفس کو حصولِ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کے لئے بعض اوقات مسلمانوں کے اپنے مالی وسائل ناکافی ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں بغرض تعلیم غیر مسلموں سے مالی امداد لینا پڑتی ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک غیر مسلموں کی ایسی امداد قبول کرنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ امداد، مخالف شرع کاموں کے لئے نہ ہو۔

۲۔ مخالف شرع کاموں کی ترغیب کے لئے نہ ہو۔

۳۔ امداد کو کسی قومی مفاد پر ترجیح نہ دی جائے۔

برصغیر میں انگریزی دورِ اقتدار میں مسلمان اپنی تعلیم کے لئے غیر مسلم حکومت (انگریزوں) سے امداد لیتے رہے۔ بہت سے مدارس اسی امداد پر چلتے تھے۔ اس نظریہ کے مشروط جواز کو آپ نے اس طرح بیان فرمایا۔

"تعلیم دین کے لئے گورنمنٹ (انگریزوں) سے امداد قبول کرنا جو نہ مخالف شرع سے مشروط ہو۔ نہ اس کی طرف منجر ہو تو یہ نفع بے غائلہ ہے۔ جس کی تحریم پر شرع مطہر سے اصلاً کوئی دلیل نہیں۔" [1]

ایک دوسرے سوال کے جواب میں فرمایا۔

"جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں۔ اور ان میں وہابیت نیچریت وغیرہما کا دخل نہ ہو ان کا جاری رکھنا موجبِ اجرِ عظیم ہے۔ ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی لینا جائز تھا، نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہے۔" [2]

---

[1] الحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ مصنفہ امام احمد رضا مشمولہ رسائل رضویہ جلد دوم، ص ۹۷۔

[2] ایضاً۔ ص ۹۲۔

Marfat.com

کتاب اور تعلیم

اس عنوان میں کتاب کی دو حیثیتوں کا تعین مقصود ہے۔

۱۔ ذریعۂ تعلیم میں کتاب کا حصہ۔

۲۔ تعلیم میں کیسی کتاب ہونی ضروری ہے۔

۱۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک کتاب تعلیم کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی ذرائع تعلیم ہیں۔ مثلاً وعظ، خطبہ، تبلیغ وارشاد وغیرہ۔

کسی نے عرض کیا کہ کتب بینی ہی سے علم حاصل ہوتا ہے۔

جواب میں فرمایا۔

"یہی کافی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔"[۱]

۲۔ تعلیم میں کون سی کتاب معتبر ہو گی ــــــ ایک سوال کے جواب میں آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے۔

"کتاب کا چھپ جانا اسے متواترہ نہیں کر دیتا کہ چھاپے کی اصل وہ نسخہ ہے۔ جو کسی الماری سے ملا۔ اس سے نقل کر کے کاپی ہوئی۔ سیدھی صاف باتوں میں کسی کتاب سے کہ ظنی طور پر کسی بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ استناد اور بات ہے۔ اور ایسے امر میں جسے مسند نے کلمہ کفر بنایا۔ اور اس سے توہین شانِ رسالت کے جواز پر سند لایا۔ اس پر اعتماد اور بات۔ علماء کے نزدیک ادنیٰ درجہ ثبوت یہ ہے کہ ناقل کے لئے مصنف تک سند مسلسل متصل بذریعہ ثقات ہو۔"[۲]

---

[۱] الملفوظ مصنفہ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا۔ جلد اوّل۔ ص ۹۔

[۲] حجت العوارعن مخدوم بہار مصنفہ امام احمد رضا مطبوعہ لاہور۔ ص ۵۔

Marfat.com

"آخر قرار داد اس پر ہوا کہ اعتماد اس پر ہے۔ جو ایسی مشہور و معتمد کتابوں میں ہو۔ جن کی شہرت کے سبب ان میں تغیر و تحریف سے امان ہو" ؎

۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے عربی کورس میں ڈاکٹر نکلسن کی کتاب تاریخ عربی ادب اور بی اے کے اسلامی تاریخ کے نصاب میں جرمنی کے پروفیسر ڈاکٹر دائلز کی ہسٹری آف دی اسلامک پیپلز داخل تھیں۔ ان کتابوں میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں نہایت بدتمیزی کے کلمات استعمال کئے گئے تھے۔ مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ احتجاج کرنے والوں میں حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی سرفہرست ہیں۔ آپ نے اپنے رسالہ السواد الاعظم میں ایک طویل احتجاجی نوٹ لکھا جس میں لکھا۔

"اگر یہ سچ ہے تو جن لوگوں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے ان کتابوں کا ترجمہ کیا، یا ان کو یونیورسٹی کے کورس میں داخل کرنے کی سفارش کی وہ اسلام کے بدترین دشمن، اور ناپاک دل انسان ہیں۔ اور تمام دنیا کی لعنت و نفرت کے مستحق ہیں......... نیز گورنمنٹ سے پرزور مطالبہ کیا جائے کہ وہ ان کتابوں کی اشاعت کو ایک دم روک دے۔ اور اس کے تمام نسخوں کو ضبط کرے۔ اور یونیورسٹی کے نصاب سے خارج کردے۔ جب تک ایسا نہ ہو مسلمان یونیورسٹی سے قطع تعلق کردیں۔" ؎

ایسی کتابیں، جن میں خلاف شرع مضامین ہوں، معظمان بارگاہ خداوندی کی اہانت ہو۔ کسی بدترین کافر و فاسق کی تعریف ہو، کی تعلیم کسی طرح بھی روا نہیں۔

؎ ایضاً۔ ص ۷۔

؎ السواد الاعظم مراد آباد۔ جلد ۷، نمبر ۱۰۔ ماہ صفر ۱۳۵۰ھ ص ۹ – ۱۱

Marfat.com

۱۵- ذریعہ تعلیم

تعلیم کے موضوع میں ذریعہ تعلیم ایک اہم تصفیہ طلب امر ہے۔ ذریعہ تعلیم غلط رائج پانے سے اکثر طلباء اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ قومی صلاحیتیں اجاگر نہیں ہوسکتیں۔ اجنبی زبان میں تعلیم یا مشکل انداز میں تعلیم، دونوں صورتوں میں طالب علم کی علمی ترقی میں حائل ہوتی ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ کا اس بارے میں نظریہ یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ہر شخص کو اس کی اپنی مادری یا علاقائی زبان میں دی جائے۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مشکل یا غیر ملکی زبان استعمال کی جاسکتی ہے۔ اس نظریہ پر آپ کا پورا فتاویٰ شاہد عادل ہے کہ جس شخص نے جس زبان میں استفتاء پیش کیا اسی زبان میں اس کا جواب دیا اردو، فارسی، عربی حتیٰ کہ انگریزی زبان میں آئے ہوئے استفتاء کو انہی کی زبانوں میں جواب دیا۔ یہاں تک کہ اگر ایک شخص نثر کی نسبت نظم سے زیادہ دلچسپی یا مہارت رکھتا ہے تو اس کا جواب بھی نظم میں دیا۔

Marfat.com

۱۶- تعلیم اور غیر متعلقہ امور

تعلیم کو مفید اور معیاری بنانے کے لئے ضروری ہے کہ دورانِ تعلیم غیر مفید اور غیر متعلقہ امور سے بچتا رہے۔ غیر متعلقہ امور میں پڑنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کے نزدیک وقت کا زیاں ہے۔ نیز ایسے آدمی کو تعلیم دینا جو خواہ مخواہ تعصب کی آگ کو دل میں رکھتا ہو، بے سود ہے۔

جناب امیر علی رضوی نے موضع سرنیاں ضلع بریلی سے ایک استفتاء پیش کیا کہ فلاں فلاں آپ کے طریق کار، اوقاتِ نماز اور دیگر امور پہ معترض ہیں، ان کی تسلی کے لئے کیا کیا جائے۔ آپ نے جواب لکھا،

"........ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔ یونہی ہم نے ہر نبی کے دشمن کر دیئے۔ آدمیوں اور جنوں میں کہ شیطان کہ ان میں ایک دوسرے کے دل میں جھوٹی بات ڈالتا ہے دھوکے کی۔ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ برتاؤ رہا تو ان کے ادنیٰ غلام کیوں اپنے آقایان کرام کے ترکہ سے محروم رہیں۔ جبائے ہزاراں ہزار شکر ہے کہ ہم نالائقوں کو اپنے کریموں کے ترکہ سے حصہ ملے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ جاہلوں سے منہ پھیر لو اور فرماتا ہے کہ جاہلوں کے جواب میں یوں کہو، لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِيْنَ۔ جاہلوں کے منہ لگنا ہم نہیں چاہتے۔ نہ کہ وہ حضرات کہ جاہل بھی ہوں اور کذاب بھی اور مفتری بے حجاب بھی اور معاند متعصب تاب بھی۔ ایسوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ ذَرْهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ

Marfat.com

"انہیں چھوڑ دو اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں"۔ ان تمام مسائل کے روشن بیان ہمارے فتاویٰ میں موجود ہیں۔ مگر متعصب معاند کو علم دینا بے سود اور کذب و افترا کا علاج مفقود .... سائل کو ہدایت کی جاتی ہے۔ کہ کسی کی ایسی بے ہودہ باتیں پیش نہ کرے"۔ ؎

؎ فتاویٰ رضویہ۔ جلد دوم۔ ص ۲۳۱

Marfat.com

مآخذ و مراجع

احکامِ شریعت	امام احمد رضا قدس سرہ
الجزء اللطیف	شاہ ولی اللہ
الطاف القدس فی معرفۃ لطائف القدس	شاہ ولی اللہ
اقبال اور مسئلہ تعلیم	محمد احمد خاں
اقبال نامہ	شیخ عطاء اللہ
انفاس العارفین	شاہ ولی اللہ
اکرام امام احمد رضا	پروفیسر محمد مسعود احمد
اکسیر ہدایت (ترجمہ)	امام غزالی
الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ	امام احمد رضا قدس سرہ
الرضا بریلی ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ	
الکشف شافیا فی حکم فونوجرافیا۔	امام احمد رضا قدس سرہ
المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ	〃 〃 〃
الکلمۃ الملہمۃ	〃 〃 〃
بانگِ درا	علامہ اقبال
بریق المنار بشموع المزار	امام احمد رضا قدس سرہ
تاریخ روہیل کھنڈ مع تاریخ بریلی	مولوی عبدالعزیز خاں بریلوی
تذکرہ محدث سورتی	خواجہ رضی حیدر
تعلیم کا مسئلہ اور اس کا حل	ڈاکٹر برہان احمد فاروقی
تعلیم کی نظریاتی اساس	

Marfat.com

تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون	امام احمد رضا قدس سرہٗ
جاوید نامہ	علامہ اقبال
جمہوریت اور تعلیم	سید محمد تقی
چودھویں صدی کے مجدّد	مولانا محمد ظفر الدین بہاری
حدائق بخشش	امام احمد رضا قدس سرہٗ
حجب العوار عن مخدوم بہار	امام احمد رضا قدس سرہٗ
حسام الحرمین	〃 〃 〃
حیاتِ مولانا احمد رضا بریلوی	پروفیسر محمد مسعود احمد
حیاتِ اعلیٰ حضرت	مولانا ظفر الدین بہاری
حیات صدر الافاضل	سید غلام معین الدین نعیمی
حیاتِ جاوید	الطاف حسین حالیؔ
خاتمہ تاویل الاحادیث	شاہ ولی اللہ
خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس	محمد جلال الدین قادری
دوامغ الحمیر	جماعت رضائے مصطفیٰ بریلیؔ
رسالہ فی فضل العلم والعلماء	مولانا محمد نقی علی خاں
رموز بیخودی	علامہ اقبال
زہرۃ الصلاۃ من شجرۃ الائمۃ الھداۃ	امام احمد رضا قدس سرہٗ
سالانہ رپورٹ ندوۃ العلماء ۱۳۱۲ھ	
السواد الاعظم مراد آباد جلد ۲، نمبر ا	جلد ۲، نمبر ا
〃 〃	جلد ۵ نمبر ۷
〃 〃	جلد ۵ نمبر ۱۰
شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان	حکیم محمود احمد برکاتی
تہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ	امام ا۔ رضا قدس سرہٗ

Marfat.com

فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں	پروفیسر محمد مسعود احمد
فتاویٰ رضویہ (جلد اوّل)	امام احمد رضا
فتاویٰ رضویہ (جلد دوم)	" " "
" دہم	" " "
فلسفہ تعلیم	ہربرٹ سپنسر (ترجمہ غلام حسنین پانی پتی)
کشف المحجوب فارسی	داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
کشکول فقیر قادری	امام احمد رضا قدس سرہٗ
گناہ بے گناہی	پروفیسر محمد مسعود احمد
الملفوظ (جلد اوّل)	محمد مصطفیٰ رضا
" (دوم)	"
المیزان بمبئی	امام احمد رضا نمبر
مختصر احیاء العلوم	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
مسلمانوں کی گزشتہ تعلیم	شبلی نعمانی
مقال العرفاء	امام احمد رضا قدس سرہٗ
مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ فاران کراچی	جون ۱۹۶۵ء
مجموعہ وصایا اربعہ	پروفیسر محمد ایوب قادری
مثنوی مسافر	علامہ اقبال
نزولِ آیات فرقان بسکون زمین و آسمان	امام احمد رضا قدس سرہٗ
نزہتہ الناظرین	
ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں	مولوی ابوالحسنات ندوی

Marfat.com

نعت شریف

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے — جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے
بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو — ساری بہارِ ہشت خُلد چھوٹا سا عطردان ہے
عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا — اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طُرفہ دھوم دھام — کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے
اک ترے رُخ کی روشنی چین ہے دو جہان کی — اِنس کا اُنس اُسی سے ہے جان کی وہ ہی جان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو — جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے
گود میں عالمِ شباب، حالِ شباب کچھ نہ پوچھ — گلبنِ باغِ نور کی اور ہی کچھ اُٹھان ہے
مجھ سا سیاہ کار کون! اُن سا شفیع ہے کہاں! — پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے
پیشِ نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار — روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے
شانِ خدا نہ ساتھ دے اُن کے خرام کا وہ باز — سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اک اُڑان ہے
بارِ جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا — یوں تو یہ ماہِ سبز رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا، تُو تو ہے عبدِ مصطفیٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

Marfat.com

مُناجات

از : اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، رحمۃ اللہ علیہ

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے رُخ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِّ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبُوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں!
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب پہ آمین رَبَّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

Marfat.com

اعلیٰحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور!

احمد رضا! مجددِ دوراں تمہی تو ہو
محبوبِ کبریا کے ثنا خواں تمہی تو ہو
جادہ شناسِ منزلِ ایماں تمہی تو ہو
مسند نشینِ محفلِ ایقاں تمہی تو ہو
بزمِ وفا کی شمعِ فروزاں تمہی تو ہو!
جس سے حریمِ نعت ہے تاباں، تمہی تو ہو
تم رہبرِ افاضلِ ملت ہو بالیقیں
بحرِ علوم و شارحِ قرآں تمہی تو ہو
سالارِ کاروانِ محبانِ مصطفیٰ
مدحت سرائے خواجۂ گیہاں تمہی تو ہو
تم ہو امامِ نغمہ گرانِ شہِ اُمم
اور جانشینِ حضرتِ حساں تمہی تو ہو
رودادِ شوق دم سے تمہارے ہے باشرہ
یعنی کتابِ عشق کے عنواں تمہی تو ہو
للّٰہ قمر کو فکرِ منور کی بھیک دو
مینارِ نورِ حکمت و عرفاں تمہی تو ہو
(رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ)

یکم رجب ۱۴۰۳ھ) —— نذرگزار۔ قمر یزدانی پنوانہ ضلع سیالکوٹ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com